REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS
FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم   وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

REGD. NO. P. 67.

ولقد نصرکم اللہ ببدرٍ وانتم اذلّة

ہفت روزہ بدر قادیان

جلد — ۲۱
ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری
نائب ایڈیٹر:- جاوید اقبال اختر

شمارہ — ۴۰
شرح چندہ
سالانہ ۱۰ روپے
ششماہی ۵ روپے
ممالکِ غیر ۲۰ روپے
فی پرچہ ۲۵ پیسے

THE WEEKLY BADR QADIAN.

۲۶ شعبان ۱۳۹۲ ہجری   ۵ اخاء ۱۳۵۱ ہش   ۵ اکتوبر ۱۹۷۲ء

اخبار احمدیہ

قادیان ۳ اخاء (اکتوبر) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متعلق ۱۹ تبوک (ستمبر) کے بعد سے کوئی تازہ اطلاع موصول نہیں ہوئی۔ احباب جماعت اپنے محبوب امام ہمام کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر اور مقاصدِ عالیہ میں فائز المرام ہونے کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

قادیان ۳ اخاء (اکتوبر) محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیر و عافیت سے ہیں۔

★ — حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل امیر مقامی قادیان مع جملہ درویشانِ کرام بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔

لندن میں جماعت احمدیہ برطانیہ کا نواں کامیاب سالانہ جلسہ

اہم دینی مسائل پر علماء سلسلہ کی پُر مغز تقاریر

از مکرم مولوی عطاء المجیب صاحب راشد نائب امام مسجد فضل لندن

اللہ تعالیٰ کا بے حد احسان ہے کہ اس کی دی ہوئی توفیق سے امسال جماعتِ احمدیہ برطانیہ کا نواں سالانہ جلسہ مورخہ ۲۶ اور ۲۷ اگست بروز ہفتہ اتوار لندن میں منعقد ہوا۔ اور حد درجہ کامیابی اور خیر و خوبی کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔

انتظامات جلسہ سالانہ کی تاریخوں کا فیصلہ ہونے کے بعد احباب جماعت کو بذریعہ سرکلر و اخبار احمدیہ اطلاع کر دی گئی۔ صدر صاحبان کے ذریعہ بھی احباب تک اس کی تفصیلات پہنچا دی گئیں۔

لندن میں اس کے وسیع و عریض انتظامات کرنے کے سلسلہ میں محترم جناب بشیر احمد خان صاحب رفیق نے سترہ افراد پر مشتمل ایک انتظامیہ کمیٹی تشکیل دی جس کا صدر خاکسار کو مقرر کیا گیا۔ جلسہ سالانہ سے قبل اس انتظامیہ کمیٹی کے دو اجلاس منعقد ہوئے۔ جن میں انتظامات کی تفاصیل طے کی گئیں۔ نیز کام کی رفتار کا جائزہ لیا گیا۔ انفرادی طور پر منتظمین کا آپس میں رابطہ رہا۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جلسہ سالانہ کے جملہ انتظامات بخیر و خوبی سر انجام پائے۔ اللہ تعالیٰ جملہ منتظمین اور ان کے رفقاءِ کار کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

پروگرام کی طباعت امسال جلسہ سالانہ کا پروگرام ایک دیدہ زیب کتابچہ کی صورت میں شائع کیا گیا۔ اس مختصر سے کتابچہ میں پروگرام کے علاوہ لندن مشن کی سالِ گزشتہ کی اہم سرگرمیوں سے متعلق تصاویر بھی شائع کی گئیں۔ اس کتابچہ کی تیاری اور اشاعت میں مکرم مبارک احمد صاحب ساقی نے تعاون فرمایا۔

خواتین کا اجلاس ہفتہ کے روز دوپہر تک کا جلسہ خواتین کے لئے مخصوص تھا۔ خواتین کا جلسہ سالانہ محمود ہال میں منعقد ہوا۔ اس جلسہ کے جملہ انتظامات کی نگرانی محترمہ مسز سلام صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ نے کی۔ آپ کے ساتھ دیگر کارکنات نے مل جل کر جملہ انتظامات کئے۔

خواتین کے اجلاس میں حاضری پانچ سَو کے لگ بھگ تھی۔ پروگرام کے مطابق اس اجلاس میں محترمہ روحی شاہ صاحبہ، مسز ناصرہ رشید صاحبہ، مسز ناصرہ ندیم صاحبہ، مسز باری حمید صاحبہ، اور مسز سلیمہ نذیر ملک صاحبہ نے تقاریر کیں۔ اس اجلاس کا افتتاح محترم جناب بشیر احمد صاحب رفیق امام مسجد لندن نے اپنی تقریر سے کیا۔ جو بذریعہ لاؤڈ اسپیکر بیرونی شامیانہ سے ہال میں سنائی گئی۔ خواتین کا جلسہ بفضلہ تعالیٰ بہت کامیاب رہا۔

ہفتہ کا اجلاس مردانہ اجلاس کا آغاز ہفتہ کے روز چار بجے شام محترم جناب بشیر احمد خان صاحب رفیق امام مسجد لندن کی صدارت میں تلاوتِ قرآن کریم سے ہوا۔ مردانہ اجلاس ایک وسیع و عریض شامیانے میں منعقد ہوا۔ جو مشن کی عمارت کے ساتھ کھلی جگہ پر نصب کیا گیا تھا۔ اجلاس کی ساری کارروائی خواتین نے بھی محمود ہال میں سنی۔ اجلاس میں سب سے پہلے تو محترم امام صاحب نے سب احباب کو خوش آمدید کہا اور دعا کے ساتھ جلسہ کا افتتاح کیا۔ محترم جناب بشیر احمد صاحب آرچرڈ مبلغ سکاٹ لینڈ نے POWER OF ISLAM کے موضوع پر بہت مؤثر تقریر کی۔ آپ کے بعد مکرم جناب سید کمال یوسف صاحب مبلغ سویڈن نے (جو بطور خاص مشن کی دعوت پر جلسہ سالانہ میں شمولیت کے لئے تشریف لائے تھے)

(باقی دیکھئے صلا پر)

احمدیہ صوبائی کانفرنس اُتر پردیش

بمقام فتح پور شہر۔ بتاریخ ۷ اکتوبر ۱۹۷۲ء۔ بروز سنیچر ۸ بجے شب

اُتر پردیش کے احباب کی اطلاع کے لئے یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ بوجہ سیلاب صالح نگر (آگرہ) میں کانفرنس کا انعقاد نہیں ہوگا۔ اب کانفرنس کا انعقاد فتح پور شہر میں مورخہ ۷ اکتوبر ۱۹۷۲ء بروز سنیچر شب کو ہوگا۔ انتظامات نہایت تیزی سے شروع کر دیئے گئے ہیں۔ رُڑکی کی طرح یہاں بھی مخالفت کا زور ہے۔ اس لئے زیادہ سے زیادہ تعداد میں فتح پور پہنچیں۔ اور کانفرنس کو کامیاب بنائیں۔

فتح پور، کانپور اور الہ آباد کے درمیان دہلی ہوڑہ لائن پر واقع ہے۔ فتح پور اسٹیشن سے بذریعہ رکشا مندرجہ ذیل پتہ پر قیام گاہ تک پہونچیں۔ اسٹیشن سے قیام گاہ تک پوری رکشا کا کرایہ پچاس پیسے ہے۔

نوٹ:— اِس کانفرنس میں مستورات کے لئے انتظام نہیں ہوگا۔

پتہ قیام گاہ مہمانان مکرم اسلم خان صاحب احمدی۔ نزد مسجد تکیہ چاند شاہ۔ محلہ پنی۔ فتح پور (یو۔ پی)

NEAR MASJID TAKYA CHAND SHAH,
MOHALLA PANI, FATEHPUR (U.P.)

خادم سلسلہ — بشیر احمد فاضل
صدر مجلس استقبالیہ احمدیہ صوبائی کانفرنس

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے رتنا آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: صدر انجمن احمدیہ قادیان

چمنِ رُوحانیت کا موسمِ بہار

از مکرم مولوی محمد عُمر صاحب مبلّغ سلسلہ احمدیہ مدراس

تقرب الٰہی اور شرفِ قبولیتِ دُعا کا بابرکت مہینہ جس کے اوّل میں رحمت وسط میں مغفرت اور آخر میں جنّت ہے اپنی گوناگوں رحمتوں اور برکتوں کے ساتھ آرہا ہے۔ الحمدللہ علیٰ ذٰلک۔

اس بابرکت مہینہ میں جس کی ایک ایک رات ہزار مہینے سے بہتر ہے۔ ہر مسلمان دن کے وقت روزہ رکھ کر اور رات کو ذکرِ الٰہی اور تراویح وتہجد میں گزار کر روحانیت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوتا ہے۔ یہ عبادت ایک ایسی عظیم نعمت ہے جس کے بارے میں خدا تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ الصّومُ لی وانا اجزی بہٖ یدع شھوتہ وطعامہٗ من اجلی یعنی روزے کا اجر مَیں خود ہوں۔ یعنی جو شخص روزہ اس کی تمام شرائط و آداب کے ساتھ رکھتا ہے خدا خود اس کا ہو جاتا ہے۔ کیونکہ وہ خدا کی خاطر اور اس کی خوشنودی کی طلب میں شرب وطعام اور دیگر نفسانی خواہشات کو ترک کرتے ہوئے خدا کی صفات سے متّصف اور اس کے رنگ سے رنگین ہو جاتا ہے۔ اور تخلّقوا باخلاق اللہ۔ کا مجسم بن جاتا ہے۔

یہ بابرکت ماہ ایسے فضائل اپنے اندر رکھتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اذا دخل شھر رمضان فُتحت ابواب الجنّۃ وغُلّقت ابواب النّار وصُفّدت الشیاطین۔ یعنی جب رمضان کا مبارک مہینہ آتا ہے تو جنّت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ اور جہنّم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ اور شیطانی قوتیں زنجیروں میں جکڑ دی جاتی ہیں یعنی اس بابرکت مہینہ میں انسانی قلوب پر ایک عظیم روحانی انقلاب پیدا ہو جاتا ہے۔ وہ ہمیشہ نیکوں اور رضاءِ الٰہی کو جذب کرنے والے امُور کی طرف راغب ہو جاتے اور شیطانی وساوس سے اپنے آپ کو بچا لیتے ہیں۔ ان کے دلوں میں نور اور عزائم میں تازگی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور اس کی رگ رگ میں زندگی کی لہر دوڑ جاتی ہے۔

غرض جس پاک فطرت کو اس عظیم القدر مہینہ کی برکتوں سے حصہ ملتا ہے وہ خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کر لیتا ہے۔ اور خدا کے فرشتے اس پر درود وسلام بھیجتے رہتے ہیں۔

روزے اور ان کی اہمیت

روزے رکھنا ایک قدیم عبادت ہے جو اسلام سے قبل بھی تمام مذاہب میں کسی نہ کسی رنگ میں پائی جاتی ہے۔ چنانچہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے:۔

يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۔

اے مومنو! تم پر بھی روزے رکھنا اسی طرح فرض کیا گیا ہے جس طرح اُن لوگوں پر فرض کیا گیا تھا جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں۔ تاکہ تم روحانی اور جسمانی اور اخلاقی کمزوریوں سے اپنے آپ کو بچا سکو۔

اس آیتِ کریمہ کی روشنی میں جب ہم بائیبل کا مطالعہ کرتے ہیں تو واضح رنگ میں معلوم ہو جاتا ہے کہ مختلف انبیاء نے آکر روزے کا حکم جاری فرمایا تھا۔ اور ان تمام مذاہب سابقہ میں یہ حکم پایا جاتا ہے۔ چنانچہ بائیبل میں سموئیل ۲ ۱۲:۱۶، یوائیل ۲:۱۵، یسعیاہ ۵۸:۵، یرمیاہ ۳۶:۶، زکریا ۷:۵ وغیرہ حوالجات ملاحظہ ہوں۔

لیکن جب ہم انجیل کا مطالعہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اس میں کئی جگہ سے عبادات میں روزے کے لفظ کو نکال دیا گیا ہے۔ اس طرح مختلف بائیبلوں کے موازنہ سے صریح طور پر تحریف نظر آتی ہے۔

چنانچہ ایک واقعہ ملاحظہ ہو:۔

"ایک آدمی اس کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میرے بیٹے کو مرگی آتی ہے۔ مَیں اس کی شفایابی کے لئے تیرے شاگردوں کے پاس لایا تھا مگر وہ اسے اچھا نہ کر سکے یسوع نے لڑکے کو اپنے پاس بلایا اور اسے جھڑکا اور بدرُوح اس سے نکل گئی۔ اور وہ لڑکا اسی گھڑی اچھا ہو گیا۔ تب شاگردوں نے یسوع کے پاس علیحدگی میں آکر کہا کہ ہم اس کو کیوں نہ نکال سکے۔ اس نے ان سے کہا کہ اپنے ایمان کی کمی کے سبب سے۔ کیونکہ مَیں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اگر تم میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوگا تو اس پہاڑ سے کہہ سکو گے کہ یہاں سے سرک کر وہاں چلا جا، اور وہ چلا جائے گا۔ اور کوئی بات تمہارے لئے ناممکن نہ ہوگی۔ لیکن یہ قسم دُعا کے سوا اور کسی طرح نہیں نکل سکتی"

(متی باب ۱۷ آیات ۱۴ تا ۲۱ کا ملخّص)

اس میں یسوع مسیح نے یہ فرمایا تھا کہ بیماری کی یہ قسم دُعا کے سوا اور کسی طرح نہیں نکل سکتی حالانکہ دیگر انجیلوں میں دعا کے ساتھ روزہ کو بھی شامل کر دیا گیا تھا۔ چنانچہ بائیبل کے عربی ترجمہ میں یوں مرقوم ہے:۔

وَ اَمَّا ھٰذا الجنسُ فَلَا یَخْرُجُ اِلَّا بِالصَّلٰوۃِ وَ الصَّوْمِ۔

یعنی اس قسم کی بیماری صلٰوۃ وصوم یعنی نماز اور روزے کے ذریعہ ہی دُور ہو سکتی ہے۔ یہی فقرہ انگریزی بائیبل میں یوں درج ہے

This kind goeth not out but by prayer and fasting.

یعنی اس قسم کی بیماری دعا اور روزے کے ذریعہ ہی نکل سکتی ہے۔

اسی طرح تامل اور ملایالم بائیبلوں میں بھی دُعا کے ساتھ روزے کا بھی ذکر کیا گیا ہے لیکن اردو بائیبلوں میں سے روزے کے لفظ کو بالکل نکال دیا گیا ہے۔ گویا کہ متاخرین بائیبل کے فقرات میں جو زیادتی کرتے آئے ہیں، اس کی یہ ایک زندہ مثال ہے۔

حالانکہ انجیل میں روزہ کے بارہ میں یسوع مسیح نہایت واضح رنگ میں فرماتے ہیں:۔

"جب تم روزہ رکھو تو ریاکاروں کی طرح اپنی صورت اداس نہ بناؤ۔ کیونکہ وہ اپنا مُنہ بگاڑتے ہیں تاکہ لوگ ان کو روزے دار جانیں۔ مَیں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ اپنا اجر پا چکے۔ بلکہ جب تُو روزہ رکھے تو اپنے سر میں تیل ڈال اور منہ دھو تاکہ آدمی نہیں بلکہ تیرا باپ جو پوشیدگی میں ہے تجھے روزہ دار جانے اس صورت میں تیرا باپ جو پوشیدگی میں تجھے دیکھتا ہے تجھے بدلہ دے گا۔" (متی ۱۶، ۱۸:۶)

بائیبل کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح ناصریؑ نے خود بھی چالیس روز تک مسلسل روزے رکھے تھے چنانچہ انجیل کہتی ہے

"اُس وقت روح یسوع کو جنگل میں لے گیا تاکہ ابلیس سے آزمایا جائے۔ اور چالیس دن اور چالیس رات فاقہ کر کے آخر کو اُسے بھوک لگی۔" (متی ۲،۱:۴)

اس فقرے میں حضرت مسیح ناصریؑ نے ۴۰ روز جو روزے رکھے تھے اس کے بارے میں

(باقی دیکھئے صفحہ ۵ پر)

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

خدا کے عظیم الشّان نشان بارش کی طرح میرے اوپر اُتر رہے ہیں

"دُنیا میں صرف دو زندگیاں قابلِ تعریف ہیں۔ ایک وہ جو خود خدائے حیّ وقیّوم مبدءِ فیض کی زندگی ہے۔ دوسری وہ زندگی جو فیض بخش اور خدا نما ہو۔ سو آؤ ہم دکھاتے ہیں کہ وہ زندگی صرف ہمارے نبی صلّے اللہ علیہ وسلّم کی زندگی ہے۔ جس پر ہر ایک زمانہ میں آسمان گواہی دیتا رہا ہے۔ اور اب بھی دیتا ہے۔ اور یاد رکھو کہ جس میں فیاضانہ زندگی نہیں وہ مُردہ ہے نہ زندہ۔ اور مَیں اُس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کا نام لے کر جھوٹ بولنا سخت بدذاتی ہے کہ خدا نے مجھے میرے بزرگ واجب الاطاعت سیّدنا محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کی رُوحانی دائمی زندگی اور پُورے جلال اور کمال کا یہ ثبوت دیا ہے کہ مَیں نے اُس کی پَیروی سے اور اُس کی محبّت سے آسمانی نشانوں کو اپنے اُوپر اُترتے ہوئے اور دل کو یقین کے نُور سے پُر ہوتے ہوئے پایا اور اس قدر نشان غیبی دیکھے کہ اُن کھلے کھلے نوروں کے ذریعہ سے مَیں نے اپنے خدا کو دیکھ لیا ہے۔ خدا کے عظیم الشّان نشان بارش کی طرح میرے اوپر اُتر رہے ہیں۔ اور غیب کی باتیں میرے پر کھل رہی ہیں۔ ہزارہا دعائیں اب تک قبول ہو چکی ہیں۔ اور تین ہزار سے زیادہ نشان ظاہر ہو چکا ہے۔ ہزارہا معزّز اور متّقی اور نیک بخت آدمی اور ہر قوم کے لوگ میرے نشانوں کے گواہ ہیں۔ اور تم خود گواہ ہو ...."

(رُوحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۱۴۰)

خطبہ جمعہ

محض قرآن کریم کی تلاوت کافی نہیں بلکہ ضروری ہے کہ ہمیں اس سے دلی لگاؤ ہو اور ہم اس کا اثر قبول کریں

قرآن کریم کے اثر کو قبول کرنے کیلئے دو چیزوں کی ضرورت ہے (۱) خشیتِ الٰہی (۲) محبتِ الٰہیہ ذاتیہ

ہر احمدی جو اپنی عمر اور تربیت کے لحاظ سے اس سلسلہ میں ابتداء کر چکا ہے اپنی حرکت میں کمی نہ آنے دے

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز فرمودہ ۳۰ ؍ احسان ۱۳۵۱ ہش مطابق ۳۰ ؍ جون ۱۹۷۲ء بمقام سعید ہاؤس ایبٹ آباد

سورۂ فاتحہ کے بعد حضور نے یہ آیات تلاوت فرمائیں:-

قُلْ اِنِّیْۤ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰہَ مُخْلِصًا لَّہُ الدِّیْنَ ۝
قُلِ اللّٰہَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّہٗ دِیْنِیْ ۝
اَللّٰہُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ کِتٰبًا مُّتَشَابِھًا مَّثَانِیَ ۖ تَقْشَعِرُّ مِنْہُ جُلُوْدُ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّھُمْ ۚ ثُمَّ تَلِیْنُ جُلُوْدُھُمْ وَ قُلُوْبُھُمْ اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ ؕ

(الزمر: ۱۲-۱۵-۲۴)

اور پھر فرمایا:-

"ہماری فضلِ عمر تعلیم القرآن کلاس جولائی کے وسط میں شروع ہو رہی ہے۔ اس دفعہ گذشتہ سال کے اعلان کے مطابق اس کلاس کے انعقاد میں

ایک بنیادی تبدیلی

یہ کی گئی ہے کہ اس کے لئے چار ہفتوں کا جو کورس مقرر ہے، اس میں سے پہلا ہفتہ ضلع کی جماعتوں نے یہ کلاس لینی ہے۔

گذشتہ سال ہمارے وہ دیہاتی بچے جن کی تربیت کو نظر انداز کیا گیا تھا، جب ربوہ آئے تو وہ آدابِ مسجد سے بھی واقف نہیں تھے اور لطف یہ ہے کہ اعتراض کرنے والے ضلع کے ایک ذمہ دار عہدیدار ہی تھے۔ جنہوں نے ان کی صحیح تربیت نہیں کی تھی۔

پس ایک تو ربوہ میں رہ کر اس کلاس سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی خاطر اور دوسرے عہدیداران ضلع کو احساسِ ذمہ داری دلانے کی خاطر میں نے یہ حکم دیا تھا کہ پہلا ہفتہ اضلاع یہ کلاس لیں۔ اور پھر دوسرا تیسرا اور چوتھا ہفتہ یہ کلاس ربوہ میں منعقد ہو۔ ربوہ میں جب یہ کلاس شروع ہو گی تو اس میں ہمارا وہی نوجوان شامل ہو سکے گا جو پہلے ہفتہ کا کورس اپنے ضلع میں مکمل کر چکا ہو گا۔ ورنہ اسے وہاں سے واپس کر دیا جائے گا۔ اس لئے اضلاع کو چاہیئے کہ وہ ایسے بچوں کو ربوہ بھیجنے کی خواہ مخواہ تکلیف نہ کریں۔

میں اس کلاس میں شامل ہونے والوں کو خصوصاً اور ہر احمدی مسلمان کو عموماً اس طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ قرآنِ کریم کی محض تلاوت کافی نہیں ہے۔ بلکہ اس کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ ہم قرآن کریم کا اثر بھی قبول کریں۔ یہ کوئی جادو یا ٹونہ نہیں ہے، کہ آپ نے اس کی تلاوت کی اور اس کا آپ کو فائدہ پہنچ گیا۔ گو قرآنِ کریم سراپا برکت ہے۔ اس کے پڑھنے سے کچھ نہ کچھ تو برکت مل جائے گی۔ اس سے تو انکار نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن وہ برکت نہیں ملے گی جس کے لئے قرآنِ کریم کا نزول ہوا ہوتا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اِن آیات میں جن کی میں نے ابھی تلاوت کی ہے، قرآن کریم کا اثر قبول کرنے کے لئے

دو بنیادی باتیں

بتائی ہیں۔ ایک خشیت اللہ کا ہونا۔ اور دوسرے محبتِ الٰہی کا دل میں پایا جانا۔ جہاں تک خشیت کا تعلق ہے، عربی زبان میں صرف خوف یا ڈر کا نام خشیت نہیں ہے۔ بلکہ اس خوف کو خشیت کہتے ہیں جو کسی کی عظمت اور جلال کی معرفت کے بعد اس کا خوف کھانا "خشیت" کہلاتا ہے۔

پھر اسی طرح محبت سے میری مراد دنیوی محبت نہیں بلکہ خدا تعالیٰ سے جب محبت کا تعلق ہو تو اسے محبتِ الٰہی کہتے ہیں۔ اور یہ محبت، اللہ تعالیٰ کی جمالی صفات کے نتیجہ میں اور اس کے احسان کو دیکھ کر دلوں میں پیدا ہوتی ہے۔

چنانچہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں مجھے اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے کہ میں صرف اللہ تعالیٰ کی ہی عبادت کروں۔ عربی محاورہ اور اُردو ترجمہ کے لحاظ سے

عبادت کا مطلب

یہ ہو گا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں صرف اللہ تعالیٰ کے حضور تذلّل اور فروتنی اختیار کروں۔ غرض عربی لغت میں عبادت کے معنے "غَایَۃُ التَّذَلُّل" کے ہوتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ صرف اللہ تعالیٰ کے سامنے انتہائی تذلّل اور فروتنی کی راہوں کو اختیار کیا جائے مگر یہ تذلّل اسی وقت نفسِ انسانی میں پیدا ہوتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کی جلالی صفات اور اس کی عظمت کا عرفان ہو۔ اس کے بغیر تذلّل اختیار نہیں کیا جا سکتا۔ درحقیقت اللہ تعالیٰ کی اس قدر عظمت اور جلال ہے کہ جب لوگ ان صفات کو پہچاننے لگتے ہیں، تو اُن کا سر پھر بامرِ مجبوری ہی اٹھتا ہے۔ ورنہ جھکا ہی رہتا ہے۔

ایک حدیث میں آیا ہے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سوار تھے (اس وقت مجھے یہ یاد نہیں رہا کہ گھوڑے پر سوار تھے یا اونٹنی پر) اور آپ دعائیں کر رہے تھے اور اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس کے جلال کا آپ کی طبیعت پر اتنا اثر تھا کہ دیکھنے والوں نے دیکھا کہ آپ کا سر جھکنا شروع ہوا یہاں تک کہ کاٹھی کے ساتھ لگ گیا۔ اور اس سے نیچے تو جا ہی نہیں سکتا تھا۔ یہ ہے غایتِ تذلّل یعنی انتہائی فروتنی اور اس کا ظاہری کمال۔ آپ کا سر کاٹھی کے ساتھ لگ گیا۔ اس سے نیچے جا ہی نہیں سکتا تھا۔ اور یہ اتنا تذلّل اور فروتنی ہے جس سے زیادہ ہو ہی نہیں سکتا۔ اس لئے یہ قلبی، رُوحانی اور ذہنی کیفیت پیدا ہو ہی نہیں سکتی۔ جب تک انسان اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس کے جلال کے جلوے نہ دیکھے۔ اور اللہ تعالیٰ کی عظیم جلالی صفات کی معرفت نہ رکھتا ہو۔ اسی لئے فرمایا

یَخْشَوْنَ رَبَّھُمْ

جو لوگ اپنے ربّ کی خشیت رکھتے ہیں۔ یعنی اس کی عظمت کو دیکھ کر اس کے سامنے تذلّل اختیار کرتے ہیں۔ ان کو قرآنِ کریم کی تعلیم اس رنگ میں اور اس طور پر متاثر کرتی ہے کہ ان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اگر کسی آدمی کے سامنے یکدم جنگل میں شیر آ جائے یا کسی اور چیز سے وہ ڈر جائے (اور عام زندگی میں بھی کئی دفعہ ہر انسان کو ایسا تجربہ ضرور ہوتا ہے) تو ایک سنسنی سی پیدا ہو جاتی ہے اور انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ جسم میں خوف کی ایک لہر دوڑ جاتی ہے۔

تَقْشَعِرُّ

کے یہی معنے ہیں یعنی خوف کے مارے جسم میں لہر دوڑنے اور سنسنی پیدا ہونے کے معنوں میں تَقْشَعِرُّ کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔

پس ہمارے ربّ کے مقابلے پر شیر کی کیا حیثیت ہے۔ یا اگر پہاڑ کی بلند چٹانیں ہوں اور ان کے نیچے آپ کھڑے ہوں تو آپ کا دماغ چکرا جاتا ہے۔ اس کی تھوڑی سی بلندی دیکھ کر تو اللہ تعالیٰ کی بلندی اور اس کی رفعت اور اس کی عظمت کا تو انسان تصور بھی نہیں کر سکتا۔ کیونکہ

نہ ختم ہونے والی صفات ہیں۔

غرض جیسا کہ ان آیات میں بیان کیا گیا ہے ہمیں اپنے اندر خشیت یعنی تذلل پیدا کرنا چاہیئے۔ پھر

قرآن کریم کی تعلیم

اثر کرے گی۔ اور وہ کیفیت جو عظمت کے مشاہدہ کے بعد پیدا ہوتی ہے وہ پیدا ہونے لگ جائے گی۔ لیکن اگر خشیت اللہ نہ ہو، اگر اللہ تعالےٰ کی عظمت کا احساس ہی نہ ہو اور اس کے سامنے تذلل اختیار کرنے کا عہد نہ ہو تو پھر قرآن کریم کی تعلیم کا کوئی اثر نہ ہوگا۔

پس انسان کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنے اندر خشیت اللہ پیدا کرے۔ خشیت اللہ صرف کسی انتہا کا نام نہیں ہے۔ بلکہ اس کی ابتداء بھی ہے اور اس کی انتہا بھی ہے۔ نیز اس کی ابتداء اور اس کی انتہا میں بڑے فاصلے ہیں۔ اور بڑی دُوری ہے۔ انسان اسے شروع کرتا ہے اور پھر وہ ترقی کرتا چلا جاتا ہے۔ وہ آہستہ آہستہ کہیں سے کہیں پہنچ جاتا ہے۔ آخر حضرت خالد بن ولید اسلام لانے کے بعد پہلے دن تو اتنی خشیت اللہ نہیں رکھتے تھے جتنی مثلاً یرموک کے میدان میں انہوں نے دکھائی تھی۔ اور اللہ تعالےٰ کے رعب کے نیچے آکر انتہائی عاجزی کی راہوں کو اختیار کیا تھا۔ وہ جرنیل تھے مگر خلیفۂ وقت کا حکم آیا تو سپاہی بن گئے۔ اور دل میں قطعاً کسی قسم کا کوئی احساس پیدا نہیں ہونے دیا۔ اس واسطے کہ جہاں اُن کو خلافت کے حکم نے لاکر کھڑا کیا تھا اس سے بھی نیچے انہوں نے خود اپنے آپ کو کھڑا کیا ہوا تھا اور یہی

انتہائی تذلّل کا مقام

ہے۔ پس یہ تو ہے خشیت۔

دوسرے محبتِ الٰہی ہے جو

ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ

سے مستنبط ہے اور یہ محبت اللہ تعالےٰ کے احسان اور دُوسری جمالی صفات کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہے۔ پس ان ہر دو یعنی خشیت اور محبت کی ایک ابتداء بھی اور ایک انتہا بھی ہے۔ لیکن کوئی فاصلہ حرکت کے بغیر طے نہیں کیا جاسکتا۔ [illegible] آپ چلے بغیر پہنچ نہیں سکتے۔ [illegible] جب آپ اس ابتداء کریں [illegible] حرکت کریں یعنی اپنی [illegible] اخلاق اور روحانی [illegible] کریں [illegible] فاصلہ طے کرسکتے ہیں۔ اور [illegible] اور استعداد کے مطابق

اس کی انتہا تک پہنچ سکیں گے۔ چونکہ ہر ایک آدمی کی صلاحیت مختلف ہوتی ہے اس لئے ہر ایک آدمی نے اپنے دائرۂ صلاحیت میں ترقی کرنی ہے۔ تاہم اس دائرہ کے اندر رہتے ہوئے اپنے لحاظ سے

چھوٹی سی ابتداء

کرکے اس کی انتہا تک پہنچنا ہے۔

پس قرآن کریم محض پڑھنے کی کتاب نہیں ہے۔ یہ تو ایک ایسی کتاب ہے جس سے زندگیوں میں اس سے بھی بڑا انقلاب آتا ہے جو انسان کی ظاہری آنکھ نے اشتراکی انقلاب کی شکل میں روس میں یا سوشلسٹ انقلاب کی شکل میں چین میں دیکھا ہے۔ انسان دراصل خود ایک عالَم ہے۔ ہمارے صوفیاء نے انسان کو ایک یونیورس قرار دیا ہے۔ ایک زاویۂ نگاہ سے حقیقت بھی یہی ہے کہ انسان خود ایک عالَم ہے اس کے اندر ایک انقلاب آجاتا ہے۔ لیکن اس انقلاب کے لئے یہ ضروری ہے کہ خشیت اللہ ہو۔ پھر یہ انسان کو

اللہ تعالےٰ کی عظمت

اور اس کے جلال اور دوسری صفات کا عرفان دیتی اور اس میں بڑھاتی چلی جاتی ہے۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ سے ذاتی محبت بھی ہونی چاہیئے۔ آپ کتے کو دس دن روٹی دیں تو وہ دُم ہلاتے ہوئے آپ کے پیچھے چل پڑتا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کو ظاہری اور باطنی نعماء سے مالا مال کر دیا۔ مگر پھر بھی انسانوں میں سے بعض ناشکرے ایسے ہیں جو اللہ تعالےٰ کے رسُول کے پیچھے نہیں چلتے، اس کی آواز پر لبیک نہیں کہتے۔

غرض ذاتی محبت انتہائی احسان کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہے۔ جب انسان خود کو اللہ تعالےٰ کی نعماء میں اس طرح گھرا ہوا پاتا ہے کہ اُسے اللہ تعالےٰ کے احسان کے علاوہ اور کوئی چیز نظر ہی نہیں آتی۔ تب وہ اللہ تعالیٰ کی محبت سے بھر جاتا ہے۔ پھر دُنیا کی کوئی طاقت اس رشتۂ محبت کو جسے وہ اپنے رب سے باندھتا ہے قطع نہیں کرسکتی۔ ہماری (انسان کی) تاریخ میں اس قسم کی ہزاروں مثالیں موجود ہیں، انبیاء علیہم السّلام کی بھی اور اولیاء اللہ کی بھی پھر سب سے بہتر اور

اعلےٰ اور احسن مثال

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زندگی کی ہے۔ آپؐ کی مکّی زندگی کا وہ واقعہ تو بڑا مشہور ہے جب سردارانِ مکہ نے آپؐ کو اور آپؐ کے چند ماننے والوں کو قریباً

اڑھائی سال کے لئے شعب ابی طالب میں بند کر دیا تھا۔ ان پر رسد کی ساری راہیں بھی بند کر دی تھیں۔ تاہم اللہ تعالےٰ نے انہیں زندہ رکھنے کے لئے کچھ کیا تو تھا۔ مگر اس کی تفصیل ہماری تاریخ نے محفوظ نہیں رکھی۔ لیکن ان کی حالت یہ تھی کہ ایک بزرگ صحابیؓ کہتے ہیں ایک دفعہ رات کے وقت میرا پاؤں ایک ایسی چیز پر پڑا جسے میرے پاؤں نے نرم محسوس کیا، میں نیچے جھکا، اُسے اٹھالیا اور کھالیا۔ بعد میں مدینہ میں انہوں نے یہ روایت بیان کرتے ہوئے بتایا کہ مجھے آج تک پتہ نہیں وہ چیز کیا تھی۔ بھُوک کی یہ حالت تھی کہ ان کو یہ دیکھنے کا خیال ہی نہیں آیا کہ یہ چیز کھانے کے قابل بھی ہے یا نہیں۔

غرض اڑھائی سال تک اس شدید تکلیف کے نتیجہ میں اللہ تعالےٰ سے ان کا رشتہ قطع نہیں ہوا۔ بلکہ اَور زیادہ مضبوط ہوگیا کیونکہ اس عرصہ میں خدا جانے انہوں نے اللہ تعالےٰ کی جمالی صفات کے کیا کیا جلوے دیکھے تھے۔ ہر آدمی اپنی زندگی میں یہ جلوے دیکھتا ہے۔ ہم نے اپنی زندگی میں

خدا تعالےٰ کی صفت احسان

کے وہ جلوے دیکھے ہیں جن کا مادی سامانوں کے ساتھ کوئی تعلق ہی نہیں ہے کیونکہ خدا تعالےٰ اپنے حکم کے اجراء میں مادی اسباب کا محتاج نہیں ہے۔ اُس نے یہ اسباب ہمارے لئے پیدا کئے ہیں۔ اور ہم

شکر کے ساتھ

ان سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ لیکن خدا تعالےٰ ان کا محتاج نہیں ہے۔ خدا تعالےٰ تو کسی چیز کا محتاج نہیں ہے۔ خدا تعالےٰ یہ بھی کرسکتا ہے کہ ایک آدمی کو گرمی سے بچانے کے لئے بھری محفل میں صرف اس کے لئے ٹھنڈی ہوا چلا دے اور وہاں اس کے جو ساتھی بیٹھے ہوں، اُن کو محسوس ہی نہ ہو رہا ہو۔ خدا تعالےٰ یہ بھی کرسکتا ہے (مثلاً حافظ روشن علی صاحبؓ تھے) اُن کو کھانا بھی کھلا رہا ہو اور کسی کو نظر بھی نہ آرہا ہو۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ مادّی اشیاء کا محتاج نہیں۔ اور نہ اپنے بنائے ہوئے مادی قوانین کا محتاج اور قیدی ہے۔ وہ تو غَالِبٌ عَلٰى اَمْرِهٖ (یوسف: ۲۲) ہے۔ اس کے جو قوانین ہیں، ان کے اُوپر بھی اس کا حکم غالب ہے۔ جب چاہتا ہے اور جیسے چاہتا ہے وہ کرتا ہے۔

بہرحال اللہ تعالیٰ کے پیار کے اُن جلووں کا یہ کرشمہ تھا (جو مسلمانوں کے چھوٹے سے گروہ نے اڑھائی سال میں دیکھے تھے)

کہ پھر دُنیا کی کوئی طاقت، دنیا کا کوئی ظلم اور دُنیا کی کوئی سختی محبت کے اس تعلق کو قطع نہ کرسکی جو انہوں نے اللہ تعالےٰ سے باندھا تھا۔

پس سورہ زمر کی ان آیات میں جو مَیں نے اس وقت پڑھی ہیں اور اپنے مضمون کے لحاظ سے مَیں نے ان کو اکٹھا کر دیا ہے، اللہ تعالےٰ نے یہ حکم دیا ہے کہ صرف میری عظمت کے سامنے تم نے جھکنا ہے۔ کسی اور کے سامنے اپنے سروں کو نہیں جھکانا۔ اور خالصتاً صرف میری اطاعت کرنی ہے اور کسی کی اطاعت نہیں کرنی۔

مَیں نے محبت کا جو ذکر کیا ہے وہ دراصل سارا

اِطاعت کا کرشمہ

ہے۔ کیونکہ اصل اطاعت محبت کے زور ہی سے کروائی جاتی ہے۔ یہ جو ڈنڈے کے زور سے اطاعت کروائی جاتی ہے۔ یہ اطاعت نہیں ہوتی۔ بلکہ اطاعت کا چھلکا ہوتی ہے۔ محبت کے زور سے جو اطاعت کروائی جاتی ہے وہ ظاہر میں بھی اطاعت ہوتی ہے اور باطن میں بھی اطاعت ہوتی ہے۔ کیونکہ اس اطاعت کا تعلق اور اظہار ہی اور ہوتا ہے۔

پس حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالےٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ مَیں صرف اللہ تعالےٰ کے سامنے جھکوں اور تذلّل اختیار کروں۔ اس نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں صرف اسی کی اطاعت کروں چنانچہ اللہ تعالےٰ نے ساتھ ہی دوسری جگہ یہ اعلان بھی کروادیا۔

اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ

کہ پہلا مخاطب بھی مَیں اور سب سے بڑھ کر اطاعت کرنے والا بھی مَیں ہی ہوں۔ اور پہلا مسلم اور مومن بھی مَیں ہی ہوں۔ اسی لئے یہ اعلان بھی کروادیا کہ اَے نبیؐ! کہدو۔

"قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهٗ دِيْنِيْ"

خدا تعالےٰ کے حضور کامل اور انتہائی تذلّل کے ساتھ جھکنے والا اور اللہ تعالےٰ کی محبت میں فنا ہوکر اس کی خالص اطاعت کرنے والا بھی مَیں ہی ہوں۔ باقی مَیں اور آپ ہم سب لوگ، اور جو پچھلے چودہ سو سال میں پیدا ہوئے ہیں، ہمیں ہر چیز ظلّی اور طفیلی طور پر ملی ہے۔ ظلّی اور طفیلی کے اس مسئلہ کو نہ سمجھنے کی وجہ سے ہماری جماعت کے بعض دوستوں نے دھوکا کھایا ہے۔ کچھ بھی بغیر ظلّ اور طفیل کے نہیں ملتا۔ اور اگر

ظلّی اور طفیلی رشتہ

قائم ہو تو پھر سب کچھ مل جاتا ہے۔

غرض سورۂ زمر کی اس آیتِ کریمہ

اَللّٰہُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ الخ

کی رُو سے یہ پتہ لگتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم کی شکل میں ایک بہترین کتاب اُتاری ہے۔ جس نے پہلی صداقتوں کو بھی اپنے اندر لیا ہوا ہے۔ اور ایک نئی اور عظیم تعلیم بھی اس کے اندر پائی جاتی ہے۔ انسان کو یہ حکم دیا (پہلے ذکر آچکا ہے) کہ کامل عبادت اور حقیقی اطاعت کے سب سامان اور وسائل اِس کتاب میں رکھ دیئے گئے ہیں۔ لیکن اس کے اثر کو قبول کرنے کے لئے دو چیزیں بڑی ضروری ہیں۔ ایک اللہ تعالےٰ کی خشیت اور دُوسرے اللہ تعالےٰ سے ذاتی اور خالص محبت۔ اور جیسا کہ مَیں پہلے بتا چکا ہُوں کہ اِن دونوں چیزوں کی بھی ایک ابتداء ہے اور ایک انتہا ہے۔ جسے پانا (ہر شخص کے دائرۂ استعداد میں) ممکن ہے۔ لیکن جو شخص ابتداء نہیں کرتا وہ انتہا تک پہنچنے کی اُمید نہیں رکھ سکتا۔

پس ہمارے وہ بچے جو میرے آج کے

خُطبہ کے پہلے مخاطب

ہیں خصوصًا اور ہر احمدی عمومًا یاد رکھے کہ وہ اپنی عمر اور تربیت کے لحاظ سے اس سلسلہ میں ابتداء کر چکے ہیں اب اُن کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنی حرکت میں کمی واقع نہ ہونے دیں بلکہ خشیت اللہ اور محبت ذاتیہ الٰہیہ میں ترقی کرتے چلے جائیں تاکہ وہ ہر روز اللہ تعالےٰ کے ایک "نئے اور بڑے" پیار کو حاصل کریں اور اس کے حسن کا نیا جلوہ دیکھیں اور اللہ تعالےٰ کی عظمت اور جلال کے نئے سے نئے جلوے متواتر دیکھتے چلے جائیں تاکہ ایک طرف ان کی ذات اور ان کا وجود فنا ہو جائے اور دوسری طرف خدا تعالےٰ کے پیار کے نتیجہ میں وہ ابدی زندگی کو حاصل کرنیوالے ہوں۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ قرآن کریم کے پڑھنے کی بھی توفیق بخشے۔ اور قرآن کریم کے اثر کو قبول کرنے کی بھی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالےٰ ہمارے دلوں میں اپنی خشیت بھی پیدا کرے اور ہمارے دلوں میں اپنی محبت ذاتی بھی پیدا کرے اور وہ اپنے فضل سے ہماری اس خشیت اور محبتِ الٰہی کو دن بدن بڑھاتا چلا جائے۔ اور اللہ تعالےٰ کے فرشتے ہماری حفاظت کرنے والے ہوں تاکہ شیطان کا کوئی منصوبہ اس خشیت اور محبت کے مقابلے میں کامیاب نہ ہو۔

——※——

چمنِ روحانیت کا موسمِ بہار بقیہ صفحہ (۲)

صرف فاقہ کا لفظ استعمال کرکے اس عظیم القدر عبادت کا درجہ گھٹانے کی کوشش کی گئی ہے حالانکہ انجیل کے عربی ترجمہ میں فاقہ کی جگہ روزہ کا ہی لفظ آیا ہے۔ ملاحظہ ہو:-

ثُمَّ اُصعد یسوع الی البریۃ من الرّوح لیجرّب من الابلیس فبعدما صام اربعین لیلۃ جاع اخیرًا۔

اس فقرے میں فاقہ کی جگہ صام (روزہ رکھا) درج کیا گیا ہے۔ گویا کہ عیسائیوں میں روزے کی جو بگڑی ہوئی صورت اب پائی جاتی ہے وہ حضرت مسیح علیہ السّلام کی تعلیم اور آپ کے پاک نمونہ کے بالکل مخالف اور متضاد ہے۔

یہی حال دیگر مذاہب کا ہے یعنی ہر مذہب کی صحیح اور ابتدائی تعلیمات میں روزے کو اس کے تمام فرائض و آداب کے ساتھ بڑی اہمیت حاصل تھی۔ لیکن مرورِ زمانہ نے اس عبادت کے اندر بہت ساری تبدیلیاں پیدا کر دیں۔

سیاسی روزے علاوہ ازیں آج کل حکومتِ وقت یا کسی صنعتی یا دیگر اداروں سے اپنے مطالبات منوانے کے لئے بھی انفرادی یا اجتماعی رنگ میں روزے رکھ لئے جاتے ہیں جسے بھوک ہڑتال۔ مرن برت۔ ستیہ گرہ وغیرہ نام دیا جاتا ہے۔ اس قسم کی ہڑتالیں نہ صرف حکومت وقت یا دیگر ادارہ جات کے لئے الجھنیں پیدا کرتی ہیں بلکہ مختلف قسم کے فتنہ و فساد کی محرک ہیں۔

الغرض روزے کی عبادت کے اندر جو تقدس پایا جاتا ہے اور اس کے جو عظیم اغراض و مقاصد ہیں ان کے برخلاف آج ہمیں مذہبی اور سیاسی سطح پر مختلف قسم کے روزے نظر آتے ہیں۔

آج کل مسلمانوں کے اندر بھی روزے کی اہمیت اور فضیلت مٹ گئی ہے۔ اور اس کا تقدس جاتا رہا ہے۔ ان کی زندگیوں میں رمضان المبارک کے بابرکت ایام و لیالی آتے ہیں اور چلے جاتے ہیں لیکن ان کی زندگی میں کوئی رُوحانی یا جسمانی یا اخلاقی تغیر پیدا نہیں کرسکے ہیں۔ اور اکثر ایسے ہیں جو مختلف حیلوں بہانوں سے ان ایام سے گریز کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

حالانکہ اُمت کے ہزاروں اور کروڑوں صلحاء و اتقیاء نے اپنے ذاتی تجربہ سے روزوں سے جو بے نظیر رُوحانی اور جسمانی فوائد حاصل کئے ہیں اور اب بھی حقیقی مسلمان اور خدا رسیدہ اصحاب حاصل کر رہے ہیں وہ بے حد و حساب ہیں۔ جس کا اعتراف غیر مسلم مفکرین کو بھی ہے۔ چنانچہ ایک مشہور برطانوی مفکر ڈیڈلی رائٹ اپنی تصنیف "مسیحیت اور اسلام کا مقابلہ" میں لکھتے ہیں:—

"روزہ یوں تو دیگر مذاہب میں بھی موجود ہے لیکن اسلام نے اسے جس صورت میں پیش کیا ہے وہ بے حد قابلِ تعریف ہے۔ اسلامی روزہ نہ صرف عبادت و ریاضت ہی ہے بلکہ انسانی کردار کو سُدھارنے اور عزم و استقلال پیدا کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ تیس۳۰ دن تک برائیوں سے الگ رہنے کے بعد انسان کا کردار بدل جاتا ہے۔ اور تیس۳۰ دن کی بھوک اور پیاس کی تکلیف برداشت کرنے کے بعد انسان مشقت پسند بن جاتا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ مسلمان قوم کو اُبھارنے اور ترقی دینے میں روزہ کا بہت بڑا حصّہ ہے۔"

اِسی طرح پروفیسر آرنلڈ اپنی مشہور کتاب "پریچنگ آف اسلام" میں لکھتے ہیں:—

"مسلمانوں کو مختصر عرصہ میں دُنیا میں جو عروج حاصل ہُوا ہے اس میں روزہ کو بہت بڑا دخل ہے۔ پیغمبرِ اسلام نے ایک مہینہ تک روزہ رکھوا کر مسلمان قوم کو فاقہ کشی، مشقت پسندی اور نفس کُشی کا عادی بنا دیا تھا۔ تیس۳۰ دن تک مسلسل روزے رکھنے کی وجہ سے اُن میں تحمّل اور برداشت کی بے پناہ قوت پیدا ہو گئی تھی۔"

لیکن اس زمانہ میں مسلمانوں کی عملی زندگی میں خواہ انفرادی ہو یا اجتماعی روزوں کی وہ تاثیر نظر نہیں آتی جو قرونِ اُولیٰ میں نظر آتی تھی اور جس کا اعتراف غیر بھی کرنے پر مجبور تھے۔

آج مسلمانوں کو مسلمان بنانے کی ضرورت ہے۔ اسی لئے اِس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کو مبعوث فرمایا تھا جنہوں نے آکر فرمایا کہ ؎

چوں دورِ خسروی آغاز کردند
مسلماں را مسلماں باز کردند

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام روزے کی عظیم عبادت کے بارے میں فرماتے ہیں:—

"کم کھانا اور بھوک برداشت کرنا بھی تزکیۂ نفس کے واسطے ضروری ہے۔ اس سے کشفی طاقت بڑھتی ہے۔ انسان صرف روٹی سے نہیں جیتا۔ بالکل ابدی زندگی کا خیال چھوڑ دینا اپنے اُوپر قہرِ الٰہی کا نازل کرنا ہے۔

مگر روزہ دار کو خیال رکھنا چاہیئے کہ روزے سے صرف یہ مطلب نہیں کہ انسان بھوکا رہے بلکہ خدا کے ذکر میں بہت مشغول رہنا چاہیئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان شریف میں بہت عبادت کرتے تھے۔ ان ایّام میں کھانے پینے کے خیالات سے فارغ ہو کر اور ان ضرورتوں سے انقطاع کرکے تبتّل الی اللہ حاصل کرنا چاہیئے بدنصیب ہے وہ شخص جس کو جسمانی روٹی ملی مگر اس نے روحانی روٹی کی پرواہ نہیں کی جسمانی روٹی سے جسم کو قوت ملتی ہے ایسا ہی رُوحانی روٹی رُوح کو قائم رکھتی ہے۔ اور اس سے روحانی قویٰ تیز ہوتے ہیں۔" (دیکھو لا الٰہ الّا اللہ)

روزے رکھنے سے ہرگز یہ مراد نہیں ہے کہ انسان صرف بھوکا پیاسہ رہے بلکہ اس عبادت کے پیچھے ایک بہت بڑی حکمت یہ پنہاں ہے کہ انسان اپنی ہر حرکت وسکون اور ہر قول و فعل منشاء الٰہی کے ماتحت کرکے ایک مطیع زندگی گزار سکتا ہے۔ اور یہی روزے کی اولین حکمت ہے۔ اسی امر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "مَن لم یدع قول الزور و العمل بہ فلیس للّٰہ حاجۃ ان یدعَ طعامہٗ و شرابہٗ"۔ یعنی جو شخص روزے کی حالت میں بھی دروغ گوئی اور اس پر عمل کرنے سے باز نہیں آتا تو خدا تعالےٰ کو اِس بات کی قطعاً ضرورت نہیں کہ وہ کھانا پینا چھوڑ دے۔

اِسی طرح فرمایا کم من صائمٍ لیس لہٗ من صیامہٖ اِلّا الظمأ۔ یعنی کئی روزے دار ایسے ہیں کہ ان کے روزوں میں سے سوائے بھوک پیاس سہنے کے اور کچھ بھی انہیں حاصل نہیں ہوتا۔

خدا تعالےٰ نے لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ فرما کر اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ کو ڈھال سے تشبیہہ دے کر ہمیں بتایا ہے کہ روزے کا اصل مقصد تقویٰ اختیار کرنا اور ہر خلافِ حق امر اور لغو کام سے اپنے آپ کو بچانا ہے۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس بابرکت مہینہ سے زیادہ سے زیادہ فیضیاب ہونے اور اس طرح قربِ الٰہی حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اَللّٰھُمَّ اٰمِیْن

——※——

جماعتِ احمدیہ یاری پورہ (کشمیر) میں تبلیغی و تربیتی جلسہ

مبلّغینِ سلسلہ کی پُرمغز تقاریر

رپورٹ مرسلہ مکرم مولوی خورشید احمدؐ صاحب پربھاکر

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جماعتِ احمدیہ یاری پورہ (کشمیر) کو حسبِ سابق سرینگر کانفرنس کے اختتام پر تبلیغی و تربیتی جلسہ منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ الحمد للہ۔ چنانچہ ۱۳ر اگست ۱۹۷۲ء کو یاری پورہ میں جلسہ کا انعقاد ہوا۔ اس روز صبح سے برسات ہو رہی تھی۔ اور دن کے پچھلے حصّہ میں اس میں تیزی آگئی تھی۔ لیکن باوجود اس مشکل کے خدا تعالیٰ نے ہمارے جلسہ کو کامیابی بخشی۔

مبلغینِ سلسلہ کی آمد

جلسہ میں شرکت کے لئے محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی فاضل، مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہدؔ، مکرم مولوی غلام نبی صاحب نیاز انچارج تبلیغ وادی کشمیر۔ مکرم مولوی عبد الواحد صاحب فاضل اسی روز یاری پورہ تشریف لائے۔

حسبِ پروگرام آٹھ بجے شب مسجد احمدیہ یاری پورہ میں زیرِ صدارت مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی فاضل جلسہ کی کارروائی تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوئی جو محترم مولانا عبد الواحد صاحب فاضل آسنوری نے کی۔ بعدہٗ مکرم عبد الحق صاحب فانی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام خوش الحانی سے سُنایا۔ اس کے بعد صاحبِ صدر نے جلسہ کی افتتاحی تقریر کرتے ہوئے جلسہ کی غرض وغایت بیان فرمائی۔

بعد ازاں مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہدؔ مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان نے "عقائدُ جماعتِ احمدیہ" کے موضوع پر ایک مختصر مگر مدلّل تقریر کی۔ اور بتایا کہ ؎

ما مسلمانیم از فضلِ خدا!
مصطفیٰؐ ما را امام و پیشوا

غیر از جماعت مسلمانوں کی غلط فہمیوں کا ازالہ کرتے ہوئے وضاحت کی کہ ہم آنحضرت صلعم کو خاتم النبیینؐ مانتے ہیں۔ کلمہ طیّبہ پر ایمان رکھتے ہیں۔ نیز جملہ ارکانِ اسلام پر ہمارا پختہ یقین ہے۔ اسی دیگر عقائد بیان کرکے اپنی تقریر کو مزیّن کیا۔

دوسری تقریر مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی انچارج مبلغ بمبئی کی تھی۔ آپ نے اپنی تفصیلی تقریر میں فرمایا:-

یہ بات قابلِ غور ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام قادیان میں اپنے مشن کے حامی صرف اکیلے تھے۔ لوگوں نے مخالفت کی تو احمدیت قادیان سے نکل کر پنجاب، بھارت، مغربی ملکوں۔ افریقہ کے ملکوں، عرب، و انڈونیشیا وغیرہ دیگر ممالک میں پھیلتی چلی گئی۔ اور آج اسے بین الاقوامی حیثیت حاصل ہے۔ جس قدر علماء نے مخالفت کی اسی قدر یہ جماعت دُنیا کے کناروں تک پھیلتی چلی گئی۔ آخر اس میں کیا راز ہے؟ جس طرح حضرت نبی اکرم صلعم بالآخر کامیاب ہوئے تھے اسی طرح یہ جماعت بوجہ حق پر ہونے کے آخرکار دنیا پر غالب آکر رہے گی اور اس کے آثار ظاہر ہیں۔ موجودہ دور میں مسلمانوں کی زبوں حالی کو مختلف واقعات سے واضح کرکے بتایا کہ خدا سے تعلق توڑ لینے کی وجہ سے یہ تنزّل آیا ہے۔ اور پھر خلافت کے نظام کو کھو دینا بھی اس کی ایک بہت بڑی وجہ ہے۔ فاضل مقرر نے بتایا کہ اس مایوسی کے دور میں آنحضرت صلعم کی پیشگوئی کے مطابق امام مہدی کا ظہور ہو چکا ہے اور نظامِ خلافت کو دوبارہ قائم کر دیا گیا ہے اور اب اسی سے مسلمانوں کی ترقی وابستہ ہے۔ مولانا صاحب نے عقیدہ حیاتِ مسیحؑ کے نقصانات بتلا کر برکاتِ خلافت کا ذکر کیا اور بتایا کہ خدا تعالیٰ اپنے وعدہ کے مطابق منکرینِ خلافت کو ٹکڑے ٹکڑے کرتا چلا رہا ہے اور دوسری طرف خلافت کے نظام سے وابستہ رہ کر احمدی تمام دنیا میں کامیابی حاصل کرتے چلے جا رہے ہیں۔ آخر میں آپ نے تحریکِ احمدیت پر سنجیدگی سے غور کرنے کی اپیل کی۔

اس روز ایک غیر از جماعت بھائی نے بذریعہ تحریر بارش بند ہو جانے کے لئے دعا کی درخواست کی۔ چنانچہ احمدی احباب نے جلسہ سے قبل دعا کی۔ الحمد للہ کہ جب جلسہ ختم ہوا تو بادل چھٹ چکے تھے۔ اور آسمان پر تارے چمک رہے تھے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس جلسے کے بہترین نتائج پیدا فرمائے۔ اور سعید ارواح احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے نور سے منور ہو جائیں آمین ؎

سکھوں کے گورپرب کے موقعہ پر گوردوارہ بمبئی میں

احمدی مبلّغ کی تقریر

امسال سکھوں کی طرف سے گورو گرنتھ صاحب کے پہلے پرکاش کا پُرب ۸ر ستمبر کو منایا جا رہا تھا۔ تو اس تقریب پر تقریر کرنے کے لئے سری گورو سنگھ سبھا بمبئی نے خاکسار کو دعوت دی ہوئی تھی۔ چنانچہ تبلیغی دورہ کشمیر سے فارغ ہو کر خاکسار ۸ر ستمبر کو گوردوارہ دادر بمبئی میں پہنچا اور اس گورپرب میں تقریباً نصف گھنٹہ تقریر کی جس میں مختصر طور پر بتایا کہ گورو ارجن دیو جی مہاراج نے اس گورو گرنتھ صاحب کو مرتب کیا جس میں پانچ گوروؤں کی بانی کے علاوہ سترہ ہندو اور مسلمان بھگتوں اور بزرگوں کی بانیوں کو بھی شامل کیا۔

اس گورو گرنتھ صاحب کا پہلا پرکاش امرتسر کے دربار صاحب (ہر کا مندر) میں کیا جس کی بنیاد گورو ارجن دیو جی نے حضرت میاں میرؒ سے رکھوائی تھی۔ اور بابا بڈھا جی کو پہلا گرنتھی مقرر کیا۔

اس تقریر میں خاکسار نے قرآن مجید اور گورو گرنتھ صاحب کی تعلیمات کا موازنہ کیا کہ کس طرح گورو گرنتھ صاحب کی تعلیمات میں قرآن مجید کی تعلیمات کا پرکاش نظر آتا ہے۔ اور اس ضمن میں باہمی اتحاد و پریم کے بارے میں قرآن مجید اور گوربانی کی تعلیمات کو بیان کیا۔ اور بتایا کہ جب تک ہمارے دلوں پر اس گوربانی کا پرکاش نہ ہو تب تک ہم اپنے رُوحانی مقصد کو حاصل نہیں کر سکتے۔

بفضلہٖ تعالیٰ سکھ احباب اس تقریر سے متاثر ہوئے۔ اس موقعہ پر گوردوارہ میں اسلامی لٹریچر بھی تقسیم کیا گیا۔ اور سیرت پیشوایانِ مذاہب کے جلسہ میں جو ۱۶ر ستمبر کو منعقد ہو رہا ہے شرکت کی دعوت بھی اُن کو دی۔

خاکسار:- شریف احمد امینی انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی۔

سیرت حضرت مسیح موعودؑ

محبتِ الٰہی

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی اللہ تعالیٰ کی اس محبت اور اس معیت اور اس غیرت پر ناز تھا۔ چنانچہ جب آپ کو ۱۹۰۴-۵ء میں مولوی کرم دین والے مقدمہ میں یہ اطلاع ملی کہ ہندو مجسٹریٹ کی نیت ٹھیک نہیں ہے اور وہ آپؑ کو قید کرنے کی داغ بیل ڈال رہا ہے۔ آپؑ اس وقت ناسازیٔ طبع کی وجہ سے لیٹے ہوئے تھے۔ یہ سنتے ہی جوش کے ساتھ اٹھ کر بیٹھ گئے اور بڑے جلال کے ساتھ فرمایا کہ:-

"وہ خدا کے شیر پر ہاتھ ڈال کر تو دیکھے!"

چنانچہ اپنے ایک شعر میں بھی فرماتے ہیں کہ ؎

جو خدا کا ہے اُسے للکارنا اچھا نہیں!
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبۂ زار ونزار

اور اسی نظم میں دوسری جگہ فرماتے ہیں ؎

سر سے میرے پاؤں تک وہ یار مجھ میں ہے نہاں
اے مرے بدخواہ کرنا ہوش کرکے مجھ پہ وار

دوستو! مَیں خدا کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بے نظیر محبت اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ خدا کی لازوال محبت کی ایک بہت چھوٹی سی جھلک آپ کو دکھا رہا ہوں۔ ایسے اس بیج کو اپنے دلوں میں پیدا کرنا اور پھر اس پودے کو خدائی محبت کے پانی سے پروان چڑھانا آپ لوگوں کا کام ہے۔ قرآن کے اس زرّین ارشاد کو کبھی نہ بھولو کہ:-

"اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ"

یعنی مومنوں کے دلوں میں خدا کی محبت سب دوسری محبتوں پر غالب ہونی چاہیئے۔"

(سیرتِ طیّبہ)

ولادت

مکرم سید قاسم صاحب ساکن ساگر (میسور اسٹیٹ) کو اللہ تعالیٰ نے لڑکا عطا فرمایا ہے۔ احباب دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو صحت وتندرستی کی لمبی عمر عطا فرمائے اور نیک، صالح وخادمِ دین بنائے آمین

ناظرِ دعوۃ وتبلیغ قادیان

تقریر بر جلسہ سالانہ قادیان منعقدہ فروری ۱۹۷۲ء

صدائے افریقہ

دُوسری قسط

محمد حفیظ بقاپوری

افریقہ میں احمدیّت کا پیغام

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں دُنیا میں اسود و احمر کی طرف مبعوث کیا گیا ہوں۔ یعنی دنیا کی جملہ قومیں خواہ وہ سفید و سُرخ ہوں یا کالی اور سیاہ فام وہ سب میرے پیغام کے مخاطب ہیں۔ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب، اور اس زمانہ میں آپؐ ہی کے مشن کو ساری دُنیا میں پھیلانے کے لئے امام مہدی اور مسیح موعودؑ اور موعودِ اقوامِ عالم بن کر بھیجے گئے۔ اس لئے ضروری تھا کہ آپ کے پیغام کو سب اقوامِ عالم تک پہنچانے کا انتظام کیا جاتا۔ بلکہ ترقی یافتہ سفید قوموں کی نسبت مظلوم اور دبی ہوئی کالی قوموں کا حق زیادہ تھا اور حقیقت بھی یہی ہے کہ نبیوں کی بعثت زیادہ تر پستی میں پڑی ہوئی قوموں کو اُوپر اُٹھانے کے لئے ہوئی ہے۔ اور وہ خدا جس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے یہ وعدہ کیا تھا کہ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤنگا" اور فرمایا تھا کہ "یَنْصُرُکَ رِجَالٌ نُوْحِیْ اِلَیْھِمْ مِنَ السَّمَآءِ" کہ تیری مدد وہ لوگ کرینگے جن کو ہم آسمان سے وحی کریں گے۔ چنانچہ دُنیا کے حالات بتاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے یہ دونوں وعدے نہایت شان سے پُورے ہوئے اور ہو رہے ہیں۔

براعظم افریقہ میں بھی احمدیت کا پیغام محض خدا تعالیٰ کی قدرت سے پہنچا۔ ۱۹۱۵ء کی بات ہے کہ سیرالیون کے باشندے موسیٰ گاباصاحب کو اپنے یہاں کسی گلی میں پڑا ایک ورق ملا۔ اس میں سلسلہ کے متعلق معلومات تھیں۔ اور ساتھ ہی لنڈن میں احمدیہ مشن کا پتہ درج تھا۔ چنانچہ موسیٰ گاباصاحب نے وہاں سے مزید لٹریچر منگوایا۔ اور پھر مرکز سلسلہ قادیان سے درخواست کی کہ ان کے ملک میں بھی احمدیہ مشنری بھیجا جائے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیّر کو فروری ۱۹۲۱ء میں اس علاقہ میں مبلغ بنا کر بھیجا۔ حضرت نیّر صاحب اس سے پہلے انگلستان کے دارالتبلیغ میں دو سال تک کام کر چکے تھے اور تبلیغ کا اچھا تجربہ رکھتے تھے۔ چنانچہ آپ پہلے سیرالیون پہنچے پھر گولڈ کوسٹ (غانا) میں قیام کرتے ہوئے نائیجیریا پہونچے۔ اور اس ملک کے دارالسلطنت لیگوس میں باقاعدہ تبلیغی مرکز قائم کیا۔ خدا نے ان کے کام میں ایسی برکت دی کہ ایک قلیل عرصہ میں نائیجیریا اور گولڈ کوسٹ میں ہزارہا لوگ احمدیت میں داخل ہو گئے۔ نیّر صاحب کے بعد حکیم فضل الرحمان صاحب کو بھجوایا گیا۔ اور پھر یکم اکتوبر ۱۹۲۹ء سے حضرت مولانا نذیر احمد صاحب علی غانا مشن کے انچارج مقرر ہوئے۔ اور بڑی جانفشانی۔ محنت اور خوش اسلوبی سے اشاعتِ اسلام کا فریضہ سر انجام دیتے رہے اس کے بعد براعظم افریقہ میں مبلغین کے بھیجے جانے کا گویا تانتا بندھ گیا۔ اور سب نے بڑی تندہی اور پُورے اخلاص اور فدائیت سے تبلیغِ اسلام کے کام میں حصہ لیا اور اُن تمام مشکلات کا مردانہ وار مقابلہ کیا جو تبلیغ کی راہ میں آتی رہیں۔

گزشتہ نصف صدی میں جانے والے احمدی مبلغین کی اُن تکالیف اور قربانیوں کا تفصیلی طور پر ذکر تو ممکن نہیں۔ بطور مثال مولانا نذیر احمد صاحب علی کے اوّلین تبلیغی دَوروں کے صرف دو واقعات پیش کرتا ہوں۔ انہی سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ احمدی مبلغین نے کس جانفشانی سے کام کیا۔ مولانا نذیر احمد صاحب علی نے اس سرزمین میں بیس سال سے زائد عرصہ تک خدمتِ اسلام میں مصروف رہ کر میدانِ جہاد ہی میں بتاریخ ۱۹ رمئی ۱۹۵۵ء بمقام "بو" جان جانِ آفرین کے سپرد کر دی اور اب بھی اس سرزمین افریقہ ہی میں ابدی نیند سو رہے ہیں۔

حضرت امام مہدی علیہ السلام کے عاشقِ زار کا مزار "بو" سے باہر ایک نہایت پُر فضا مقام پر واقع ہے۔ یہاں کسی زمانہ میں بُش (Bush) یعنی گھنا جنگل تھا۔ جس میں سے گزرنا سوائے خاص خاص راستوں کے ناممکن تھا۔

پا روجرز صاحب جن کی عمر اس وقت اسّی سال سے زائد ہے اور سیرالیون کے قدیم ترین احمدی ہیں اور مولانا نذیر احمد صاحب علی صاحب کے ابتدائی دَوروں کے چشم دید گواہ ہیں ۱۹۶۸ء میں انہوں نے ایک مجلس میں رقت بھرے الفاظ میں ان ابتدائی واقعات کا ذکر کیا جو مخترم مولانا علی صاحب کو پیش آئے انہوں نے بیان کیا کہ :-

"جس دن الحاج نذیر احمد علی رضی اللہ عنہ "بو" (Bo) میں وارد ہوئے تو ایک ہنگامہ برپا ہو گیا۔ ہم نے تو یہ سُن رکھا تھا اور روزانہ کا تجربہ بھی تھا کہ عیسائی مشنری اور منّاد افریقہ میں عیسائیت کی تبلیغ کے لئے آتے رہتے ہیں۔ لیکن ہمارے لئے یہ ایک اچنبھے کی بات تھی کہ مشنری تو ہو لیکن ہو اسلام کا۔ مشنری الحاج علی نے جب لوگوں کو بتایا کہ امام مہدی تشریف لا چکے ہیں اور میں ان کے دُوسرے خلیفہ کا نمائندہ بن کر آیا ہوں تو مقامی علماء بہت برہم ہوئے۔ اور اعلان کر دیا کہ ان کو رہائش کے لئے کوئی جگہ نہ دی جائے۔ اور ان کا بائیکاٹ کر دیا جائے۔ مولانا رضی اللہ عنہ نے شام کو ایک ایک گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا اور اپنے لئے بند پایا۔ کسی نے رات بسر کرنے کے لئے جگہ نہ دی بالآخر اپنے ساتھی سے جو اُن کی کتابیں اُٹھائے ساتھ ساتھ پھرا کرتا تھا فرمایا کہ چلو بُش یعنی جنگل میں چلتے ہیں۔ رات وہیں بسر کریں گے۔

جنگل کے لفظ سے یہاں کے جنگل کا اندازہ نہیں ہو سکتا۔ گھاس۔ جھاڑیوں۔ بیلوں پودوں۔ درختوں کی ایک ناقابلِ عبور دیوار ہوتی ہے جو ہر قسم کے جانوروں اور حشرات الارض کی آماجگاہ اور جائے پناہ ہوتی ہے۔

محترم پا روجرز صاحب کہتے ہیں کہ لوگوں کی اس بدسلوکی پر مجھے بہت طیش آیا۔ اور میں بھی وہاں پہنچ گیا۔ یہاں ایک درخت کے نیچے حضرت مولانا نذیر احمد علی صاحبؓ لیٹے ہوئے تھے۔ آدھی رات کو جب آپ نمازِ تہجد کے لئے اُٹھے تو اُن کو دمّہ کا دورہ پڑ گیا جو اتنا شدید تھا کہ میں نے سمجھا کہ اب آپ پر نزع کی حالت طاری ہے۔ چنانچہ میں نے ان کی تیمار داری کی اور لوگوں کی بدسلوکی پر معذرت کا اظہار کیا۔ اس پر مولوی صاحب رضی اللہ عنہ نے بڑے جذبہ اور یقین کے ساتھ مجھے بتایا کہ :-

"روجرز صاحب! مجھے اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے اور میری بات یاد رکھو کہ یہاں احمدیت پھیلے گی اور ابھی آپ زندہ ہوں گے کہ لوگ، آپ کے پاس آکر منتیں کیا کریں گے اور آپ جسے پسند کریں گے رکھیں گے جسے چاہیں گے انکار کر دیں گے۔"

یہ واقعات بیان کرتے وقت پا روجرز صاحب آبدیدہ ہو کر کہنے لگے — میں نے یہ زمانہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے۔ میں احمدیہ سیکنڈری سکول کے بورڈ آف گورنرز کا رکن ہوں۔ بعض دفعہ ملک کے رؤسا اور وزراء کی سفارشوں سے لڑکے داخلہ کے لئے آتے ہیں اور ہم انکار کر دیتے ہیں۔ کہ جگہ نہیں۔

"مچینگوبیکا" وہ جہاں ہمارا مشن ہاؤس اور مسجد اور سکول ہے "بو" کے قریب بو (Bo) سے تقریباً ستر میل کے فاصلہ پر ہے۔ ایک چھوٹا سا گاؤں ہے جس کا نام باماشا ہے۔ راستوں کے مسدود اور دشوار گذار ہونے کے باعث آج کل بھی یہ گاؤں الگ تھلگ اور پہنچ سے دُور ہے۔ بُش Bush کا بُش علاقہ ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں حضرت مولانا صاحب رضی اللہ عنہ نے پہلے پہل اپنا مرکز بنایا۔ آج کل اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہاں مسجد ہے، سکول ہے، جماعت ہے، مبلغ ہے۔ لیکن اُن دنوں یہ گاؤں بدمذہب جنگلی کلچر کا مثالی نمائندہ سمجھا جاتا تھا۔

حضرت مولوی صاحب ایک لڑکے کے ساتھ جس نے آپ کی کتب اٹھائی ہوتی تھیں پہنچے۔ غیر ملکی سیاح وہاں صبح صبح جاتے اور شام ہونے سے پہلے واپس آجایا کرتے۔ رات وہاں گزارنے کی کسی کو جرأت نہ ہوتی۔ لیکن حضرت مولوی صاحب رضی اللہ عنہ جب غروبِ آفتاب تک بھی وہاں سے نہ گئے تو لوگ حیران ہوئے —— ہؤا یہ کہ آپ نے اُن وحشی اور برہنہ قبائل میں ڈیرے ڈال دیئے اور جب چھ ماہ کے بعد اپنی کتابوں کا بنڈل اٹھا کر وہاں سے روانہ ہوئے تو وہاں ایک مخلص جماعت قائم ہو چکی تھی۔ اور مسجد بھی تعمیر ہو چکی تھی۔ جسے آپ نے خود اپنے ہاتھوں سے تعمیر کیا تھا —— حضرت مولوی صاحبؓ کے متعلق کتنے ہی واقعات ہیں جو لوگوں کو اب تک یاد ہیں اور جنہیں لوگ مزے لے لے کر بیان کرتے ہیں۔

افریقہ کے آخری سفر سے پہلے ڈاکٹری مشورہ کے تحت جب واپس مرکز آئے تو دیکھنے والوں کو ان کی جسمانی حالت دیکھ کر گھبراہٹ پیدا ہوتی تھی۔ افریقہ کی آب و ہوا ان کو موافق نہ آتی تھی۔ ڈاکٹروں کا متفقہ فیصلہ تھا کہ اگر واپس افریقہ گئے تو زندہ نہ رہ سکیں گے —— لیکن بار بار کے اصرار کے ساتھ حضرت مصلح موعودؓ سے اجازت لے کر ہی ٹلے۔ ربوہ سے روانگی کے وقت ان کی آخری تقریر بھی احمدیت کی تاریخ میں ایک یادگار کی حیثیت رکھتی ہے انہوں نے کہا :-

میں واپس افریقہ جا رہا ہوں۔ اور انشاء اللہ میری وفات وہیں ہوگی۔ میں میری قبر کی چھ فٹ زمین ایسی ہوگی جس پر احمدیت کا قبضہ ہوگا۔ جب ایک دوست نے انہیں روکنا چاہا تو جوش میں آکر کہنے لگے مجھے مت روکیں۔ میں نے اہلِ افریقہ میں تبلیغِ اسلام کے لئے زندگی گزاری ہے میں چاہتا ہوں کہ میری [illegible] ہو اور

تین دفعہ بلند آواز سے کہا:-

I want to die there, I want to die there, I want to die there.

افریقہ میں تبلیغی جہاد کے دوران حضرت مولانا نذیر احمد علی صاحب کی اس ایمان افروز نیز مشقت، جد وجہد اور پھر احسن نتائج کے ... تاریک براعظم افریقہ میں اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے جانا اور برسوں وہاں رہ کر اس خدمت کو بجا لانا کوئی آسان کام نہیں۔ جماعت کے یہ جانفروش مجاہدین وہاں گئے اور یہ سب شدائد و تکالیف بڑی ہی خندہ پیشانی سے برداشت کیں۔ محض اس لئے کہ اس سرزمین میں بسنے والی مظلوم اور پسماندہ قوم کو انسانیت کے حقیقی شرف اور عزت کے مقام پر پہنچائیں۔

گھنے جنگلات اور ناقابلِ عبور جھاڑیوں کے اندر جا کر اس آبادی تک پیغام پہنچانے کے لئے نہ تو درندوں سے خوفزدہ ہوئے اور نہ جنگلی گایوں کے حملہ سے ڈرے۔ انہیں ناقص غذا کے ساتھ برسوں گزران کرنی پڑی۔ اس علاقہ کی زہریلی مکھی اور مچھروں کا مقابلہ کرنا پڑا۔ صحت کے لئے نہایت درجہ مضر آب وہوا کے ساتھ ساتھ شدید مخالفت کا سامنا رہا۔ نہ جان نہ پہچان اجنبی ماحول میں محض خدا کے آسرے پر اپنا کام جاری رکھا۔ اور محض مخلوق کی خدمت کے جذبہ سے اس علاقہ سے کچھ مالی منفعت حاصل کرنے یا کسی طرح کے جلبِ زر کی بجائے انہیں اسلام کی زندگی بخش تعلیم سے مالا مال کیا۔ انہیں انسانی مساوات سے آگاہ کیا۔ ان کے احساسِ کمتری کو دور کر کے دلوں میں خود اعتمادی اور ترقی کی لگن پیدا کی۔

مبلغین احمدیت کی شبانہ روز محنت شاقہ اور انتھک کوششوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ افریقہ کے سیاہ فام اصل باشندوں کے دل نورِ اسلام سے منور ہونے لگے۔ اور جوق درجوق حلقہ بگوشِ اسلام و احمدیت ہونے لگے۔ جگہ جگہ احمدی جماعتوں کے قیام کے ساتھ وہاں مساجد کی تعمیر بھی عمل میں لائی جانے لگی۔ نئی پود کی تعلیم کے لئے احمدیہ سکولوں کا اجراء ہوا۔ مقامی زبانوں میں اسلامی لٹریچر کی تیاری۔ افریقہ کی مقامی زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم کی اشاعت کیگئی۔ جس کی تفصیل ایک لمبا باب ہے۔

اسلام اور عیسائیت کا زبردست مقابلہ

جیسا کہ مضمون کے ابتداء میں بیان ہوا یورپین اقوام نے جب دوسرے ممالک میں اپنی نو آبادیاں قائم کیں تو اُن کے ساتھ ہی پادری اور منّاد بھی جوق در جوق چلے آئے۔ سکولوں، کالجوں اور ہسپتالوں کے ذریعہ مسیحیت کا پرچار ایسے منصوبہ بند طریق سے جاری کیا کہ تا مقامی آبادی مسیحیت قبول کر کے اُن کے قبضہ اور تسلط کی جڑوں کو مضبوط بنانے میں مدد دے۔ اس طرح بغیر کسی رکاوٹ کے عیسائیت بڑی سرعت کے ساتھ پھیلتی چلی گئی۔ اور اس کے پردہ میں استحصال کا سلسلہ بھی جاری رہا۔

ان حالات میں آج سے نصف صدی پہلے احمدی مبلغین افریقہ میں وارد ہوئے۔ ایک طرف ان کی بے لوث خدمات اور بنی نوعِ انسان کے ساتھ سچی محبت والفت کا عملی نمونہ اور دوسری طرف احمدیت کے زبردست دلائل اور اسلام کی پُرکشش تعلیم سے متاثر ہو کر افریقہ کے اصل باشندے جوق درجوق حلقہ بگوشِ اسلام ہونے لگے مسیحی پادریوں کو یہ صورتِ حال پسند نہ آئی۔ وہ لوگ تو عرصۂ دراز سے اس علاقے کو اپنی ہی جاگیر بنائے بیٹھے تھے۔ اسلام کی غیر معمولی مقبولیت سے وہ بہت برہم ہوئے۔ اور احمدی مبلغین کو اپنا حریف جانا۔ اس طرح میدانِ تبلیغ میں اسلام اور مسیحیت کا زبردست مقابلہ شروع ہوگیا۔ یہ مقابلہ بھی عجیب تھا۔ ایک طرف مالی تنگی اور محدود وسائل کے ساتھ شدید قسم کی مخالفت کا سامنا۔ دوسری طرف دولت کے انبار، سیاسی اقتدار کی تائید کے ساتھ ساتھ جملہ وسائل کی فراوانی۔ پھر بھی مسیحیت ہر میدان میں پسپا ہی ہوتی چلی گئی۔ کجا یہ صورت کہ براعظم افریقہ میں احمدی مبلغین کے وارد ہونے سے پہلے ہر جگہ یہ بات دہرائی جاتی تھی کہ عنقریب عیسائیت سارے افریقہ کا مذہب بن جائے گی۔ اور کجا یہ حالت کہ احمدی مبلغین کی ۲۳ سالہ کامیاب تبلیغی جد وجہد کے بعد مسیحی دنیا ہر طرف سے اور ہر رنگ میں اپنی بے بسی اور شکست کا اعتراف کرنے لگی۔ چنانچہ کیتھولک ہیرلڈ نے اپنی ۲۷ ر مئی ۱۹۵۵ء کی اشاعت میں لکھا:-

"چرچ (یعنی عیسائیت) نہایت جانفروی کے ساتھ اپنی تاریخ کی سب سے بڑی شکستگی کی جنگ — (Crisis) کا سامنا کر رہا ہے اور اس جنگ میں یہ اپنی بقا اور لوگوں کی روحوں کی نجات کے لئے لڑ رہا ہے۔"

اخبار مذکور نے اسی اداریے میں یہ بھی لکھا:-

"ہمیں یقین ہے کہ اس وقت عیسائیت کی تبلیغ کا سوال نہیں ہے، بلکہ عیسائیوں کو عیسائی رکھنے کا سوال ہے۔"

اس کے پانچ سال بعد سنہ ۱۹۶۰ء میں مشہور عالم سفید فام امریکن عیسائی منّاد ڈاکٹر بلی گراہم نے براعظم افریقہ کا دورہ بھی اسی غرض سے کیا تھا کہ تا اس طریق سے اس جگہ عیسائیت کی گرتی ہوئی عمارت کو سہارا دیا جا سکے۔ مگر ڈاکٹر موصوف کا یہ دورہ بھی چنداں مفید و سودمند ثابت نہ ہوا۔ چنانچہ جونہی مشرقی افریقہ میں انہوں نے قدم رکھا تو وہاں سے احمدی مبلغ نے انہیں دعا میں روحانی مقابلہ کرنے کا چیلنج کیا جسے ڈاکٹر مذکور قبول کرنے کے لئے آمادہ نہ ہو سکے۔ اسی طرح کے چیلنج کا مغربی افریقہ میں بھی سامنا کرنا پڑا۔ بلکہ مذہبی مناظرہ سے بھی گریز کر گئے۔

ڈاکٹر بلی گراہم کے اس دورہ کے بعد ولرڈ پرائس Willard Price نے اپنی کتاب "Incredible Africa" میں لکھا:-

"عیسائی منّاد بلی گراہم نے افریقہ کے دورے سے واپس آکر یہ پیشگوئی کی ہے کہ افریقہ میں عیسائیت کا اثر کم ہوتا چلا جائے گا۔ اور عیسائیوں کو اپنی جانوں کے محفوظ رکھنے کے لئے غاروں میں چھپنا پڑے گا۔"

پرائس نے اپنی کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ "افریقہ میں اسلام کی ترقی عیسائیت کی نسبت تین گنا ہے جو افریقن کسی بیرونی ملک کے مذہب کو اختیار کرنا چاہتے ہیں وہ اسلام کو بخوشی قبول کر لیتے ہیں۔ کیونکہ مسلمانوں کے پیشِ نظر افریقنوں کی جائیدادوں پر قبضہ کرنا نہیں ہے اس کے مقابلہ میں یورپین عیسائیوں کے متعلق افریقن کہتے ہیں کہ انہوں نے ہمیں بائیبل دیکر ہماری زمینیں چھین لی ہیں۔"

شرفِ انسانی کے قیام کی آواز

پرائس کا کہنا بالکل درست ہے۔ احمدی مبلغین نے سرزمینِ افریقہ میں جو خدمات سرانجام دیں وہ سرتا سر انسانی ہمدردی اور سچی خیر خواہی کے تحت بغیر حرص یا لالچ یا کسی طرح کی جلبِ منفعت کے بغیر سرانجام دیں۔ یہی وہ بات ہے جسے حضرت امام جماعت احمدیہ نے اپنے دورۂ افریقہ میں نہایت واشگاف الفاظ میں اہلِ افریقہ کے سامنے بیان کیا۔ چنانچہ یکم مئی ۱۹۷۰ء کو جب حضور گیمبیا کے دارالحکومت باتھرسٹ ہوائی اڈے پر پہنچے تو خبر رساں ایجنسی کے انچارج کو انٹرویو دیتے ہوئے اس سوال کے جواب میں کہ آپ کس چیز میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ حضور نے فرمایا:-

"مجھے عام انسان کی ترقی اور بہتری میں بہت دلچسپی ہے۔"

فرمایا:-

"مغربی افریقہ کے ممالک میں پچاس سال پہلے احمدیت آئی تھی اور یہاں کے لوگوں کی خدمت کے لئے آئی تھی۔ اس پچاس سال کے عرصہ میں ہم ایک پینی بھی کسی ملک سے باہر لے کر نہیں گئے۔ ہم یہاں خدمت کے لئے آئے ہیں۔ ایکسپلائیٹ کرنے کے لئے نہیں آئے۔"

اسی طرح ۱۳ ر مئی کو سیرالیون میں ایک جگہ پریس کانفرنس میں حضور سے دریافت کیا گیا کہ کیا آپ نے آئندہ کے لئے کوئی منصوبے بنائے ہیں، حضور نے فرمایا:-

"ہمارا مقصدِ حیات تو درحقیقت بنی نوعِ انسان کی خدمت ہے میرا خیال ہے کہ یہاں بہت سے طبی مراکز (میڈیکل سنٹرز) کی ضرورت ہے۔ میری خواہش ہے کہ شہروں کی بجائے اس ملک کے دُور اُفتادہ علاقوں میں ایسے ڈاکٹروں کو بھجواؤں جو عام رجحان کے برعکس دیہات میں کام کرنے کا عہد کریں۔ دیہات کے لوگوں کا بھی ویسا ہی حق ہے جیسا شہر کے لوگوں کا۔ اس کے علاوہ یہ بھی ممکن ہے کہ اس ملک کے پسماندہ علاقوں میں اعلیٰ تعلیم کے ادارے بھی کھولنے کا فیصلہ کروں۔ مَیں نے یہ اُمور مختلف سربراہانِ ممالک کے سامنے پیش کئے اور انہیں بتایا کہ ہم ملک کی مادی دولت میں دلچسپی نہیں رکھتے۔ ہم ایکسپلائیٹ کرنے نہیں آئے۔ خدمت کرنے آئے ہیں۔"

اس سے چند روز قبل ۶ ر مئی ۱۹۷۰ء کو جب سیرالیون کے قائم مقام گورنر جنرل جناب بن جانی جان سی سے حضور کی ملاقات ہوئی تو جناب گورنر صاحب نے کہا:-

"جماعت احمدیہ سیرالیون میں بہت قابلِ تعریف کام کر رہی ہے۔ آپ کے یہاں جاری کردہ سکولوں میں بہت عمدہ کام ہو رہا ہے۔"

حضور نے فرمایا:-

"حکومت قوم کے لئے بمنزلہ باپ ہوتی ہے۔ اس کا فرض ہے کہ بچوں کے مفاد کا خیال رکھے۔ نئی نسل کا حق ہے کہ اُسے اچھی تعلیم دی جائے اور اس کی ذہنی صلاحیتیں اجاگر کی جائیں۔"

پھر وزیر اعظم سیرالیون سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے بھی اس امر کا اعتراف کیا کہ تحریکِ احمدیت سیرالیون کے لئے بہت قابلِ تعریف کام کر رہی ہے۔

حضور نے فرمایا:-

"ہم تو بحیثیت مسلمان یہ خدمت خالصۃً خدمتِ خلق کے جذبے سے کر رہے ہیں۔"

(باقی دیکھئے صلا پر)

میلاپالئم (تامل ناڈو) میں کامیاب تبلیغی جلسہ

سنٹرل جیل کے قیدیوں سے خطاب

(از مکرم مولوی محمد عمر صاحب فاضل انچارج مبلغ تامل ناڈو)

علاقہ تامل ناڈو کے ایک مشہور شہر میلاپالئم میں ایک مختصر مگر بہت ہی مستعد جماعت تبلیغی میدان میں سرگرم عمل ہے۔ چند ماہ سے یہاں مہینہ کی ہر دوسری اتوار کو بعد نماز عشاء وسیع پیمانے پر تبلیغی جلسوں کے منعقد کرنے کا انتظام کیا جاتا رہا ہے۔ جس میں کثیر تعداد میں غیر احمدی احباب شریک ہوکر عقائدِ احمدیت سے واقفیت حاصل کرتے ہیں۔

پچھلے دو ماہ سے جماعت احمدیہ کوٹار میں مقیم مکرم مولوی محمد علوی صاحب فاضل مبلغ سلسلہ بھی یہاں تشریف لاکر مختلف تبلیغی مسائل پر تقریر کر رہے ہیں۔ اس ماہ (ستمبر) کے جلسہ میں شرکت اور تقریر کرنے کے لئے مذکورہ جماعت نے خاص طور پر خاکسار کو دعوت دی تھی۔ چنانچہ نظارت دعوۃ وتبلیغ کی ہدایت پر خاکسار یہاں پہنچا اور مکرم مولوی محمد علوی صاحب کوٹار سے تشریف لائے۔ شہر میلاپالئم میں اس تبلیغی جلسہ کے بارے میں ہزاروں کی تعداد میں اشتہار شائع کرکے تقسیم کئے گئے تھے۔

جلسۂ عام مورخہ ۱۰ ستمبر بروز اتوار ۹ بجے شب مکرم محمد ابوبکر صاحب صدر جماعت کی زیرِ صدارت مشن ہاؤس کے ہال میں خاکسار کی تلاوتِ قرآن کریم کے ساتھ جلسہ شروع ہوا۔

سب سے پہلے مکرم مولوی محمد علوی صاحب نے الاسراء والمعراج کے عنوان پر ایک گھنٹہ تک تقریر کی۔ چند ہی روز قبل ایک غیر احمدی مولوی نے اپنے ایک جلسہ میں اس موضوع پر تقریر کرتے ہوئے کہا تھا کہ معراج جسمانی ہوا تھا اور انہوں نے اپنی تقریر میں دربردہ جماعتِ احمدیہ کے بارے میں بھی سامعین کو غلط فہمی میں ڈالنے کی کوشش کی تھی۔ مکرم مولوی علوی صاحب نے اپنی تقریر میں قرآن واحادیث اور دیگر ... ان کے اقوال، واقعات اور عقل کی روشنی میں اچھے پیرائے میں غیر احمدی مولوی کے دلائل کی تردید کی۔ اور یہ ثابت کیا کہ معراج روحانی تھا نہ کہ جسمانی۔

اس کے بعد خاکسار نے اجرائے نبوت، ختم نبوت کی حقیقت اور صداقت مسیح موعود علیہ السلام وغیرہ مسائل پر تامل زبان میں دو گھنٹہ تک تقریر کی جس میں غیر احمدی مولویوں کے پیش کردہ دلائل اور غلط فہمیوں کا جواب دیا۔ خاکسار نے ان مسائل پر قرآن واحادیث کی روشنی میں ناقابلِ تردید انداز میں وضاحت سے روشنی ڈالی جسے بفضلہ تعالیٰ سب نے پسند کیا۔

مکرم صدر صاحب کے خطاب اور مکرم حسن ابوبکر صاحب بی ایس سی۔ بی ٹی جنرل سیکرٹری کے شکریہ کے بعد ٹھیک بارہ بجے شب یہ جلسہ نہایت کامیابی اور خیر وخوبی سے اختتام پذیر ہوا۔ اس طرح بفضلہ تعالیٰ سینکڑوں افراد تک احمدیت کا پیغام حتی الوسع پہنچانے کی توفیق ملی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

مشن ہاؤس کا ہال غیر احمدی سامعین سے بھرا ہوا تھا۔ لاؤڈ اسپیکر کا عمدہ انتظام ہونے کی وجہ سے مشن ہاؤس کے باہر دور دور تک سینکڑوں افراد تقاریر سننے کے لئے جمع تھے۔ نیز مستورات بھی پردے کی رعایت سے تقاریر سے مستفید ہوتی رہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب سعید روحوں کو احمدیت کی صداقت جان کر اس کی آغوشِ رحمت میں پناہ لینے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

سنٹرل جیل کے قیدیوں کو خطاب

میلاپالئم شہر کے قریب PALAYAM KOTTAI میں ایک بڑا سنٹرل قیدخانہ ہے یہاں کے مسلمان قیدیوں کو جمعہ کی نماز پڑھانے کے لئے حکومت کی طرف سے ایک خطیب صاحب مقرر ہیں۔ اسی طرح عیسائی قیدیوں کو ان کے طرز پر عبادت کرانے کے لئے ہر اتوار کو پادری صاحبان جایا کرتے ہیں۔

یہاں کے چند مسلمان قیدیوں کو کسی طرح جماعتِ احمدیہ اور تامل رسالہ "راہِ امن" کے بارے میں اطلاع ملی تو ان میں سے دو تین افراد نے خاکسار کو مدراس میں اور مکرم صدر صاحب جماعتِ احمدیہ میلاپالئم کو خطوط لکھے جس میں انہوں نے احمدیہ لٹریچر اور مذکورہ رسالہ بھیجنے یا کسی وقت جیل میں آکر ملاقات کرنے کی خواہش کی تھی۔ مکرم صدر صاحب نے اس سلسلہ میں مناسب انتظام کرنے کے لئے جیل سپرنٹنڈنٹ کو لکھا تھا۔

اس موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مورخہ ۱۱ ستمبر کی صبح دس بجے خاکسار مکرم مولوی محمد علوی صاحب مکرم محمد ابوبکر صاحب صدر اور مکرم حسن ابوبکر صاحب جنرل سیکرٹری کو ساتھ لے کر سنٹرل جیل پہنچا۔ سب سے پہلے ہم نے جیل سپرنٹنڈنٹ صاحب سے ملاقات کی۔ اور تمام حالات بیان کئے۔ انہوں نے جیل میں مسلمان قیدیوں سے ملنے اور خطاب کرنے کی اجازت دی۔ اور اس کے لئے مناسب انتظام کرنے کے لئے اپنے ماتحتوں کو ہدایت کر دی۔

اس کے بعد ہم جیل کے اندر داخل ہوئے۔ وہاں کے وسیع وعریض Auditorium میں تمام مسلم قیدیوں کو یکجا کیا گیا تھا۔ سب سے پہلے ہم نے ان افراد سے تعارف حاصل کیا جنہوں نے پہلے خطوط لکھے تھے۔ یہ سب نوجوان اور تعلیم یافتہ ہیں۔ اور اپنی شامتِ اعمال کی وجہ سے قیدخانہ میں مقید ہیں۔ انہوں نے احمدیت کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی ازحد خواہش ظاہر کی۔ ان نوجوانوں نے ہمیں بتایا کہ حکومت نے ہر جمعہ کے روز یہاں کے مسلم قیدیوں کے لئے نماز پڑھانے کا انتظام کیا تھا۔ لیکن جو خطیب صاحب یہاں آتے ہیں وہ ہمیں نہایت حقارت سے دیکھتے ہیں۔ اور ہمیں بجائے جمعہ کی نماز پڑھانے اور خطبہ میں اسلامی تعلیمات سے روشناس کرانے کے صرف ظہر کی نماز پڑھا کر چلے جاتے ہیں۔ حالانکہ عیسائی پادری صاحبان آکر نہ صرف عبادت کراتے ہیں بلکہ بائیبل کی روشنی میں انہیں باقاعدہ مخاطب کرتے اور وعظ ونصیحت کرتے رہتے ہیں لیکن جب ہم اس سلسلہ میں اپنے خطیب صاحب سے دریافت کرتے ہیں تو وہ ہمیں احساس کمتری میں مبتلا کراتے اور کہہ دیتے ہیں کہ تم ۴۰ افراد پورے نہیں ہو اس لئے تم پر جمعہ فرض نہیں اس لئے میں ظہر کی نماز ہی پڑھا سکتا ہوں۔ وہ یہاں تک کہہ دیتے ہیں کہ تم قید میں ہو اور آزاد نہیں ہو اس لئے تم پر نماز بھی فرض نہیں"۔

گویا کہ خطیب صاحب کی یہ خواہش ہے کہ قیدخانہ میں مسلمانوں کی تعداد زیادہ سے زیادہ ہو تاکہ وہ آکر جمعہ پڑھا سکیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

خطیب صاحب کے اس رویہ سے اکثر مسلمان مطمئن اور خوش نہیں۔ ان قیدیوں سے فرداً فرداً تعارف حاصل ہونے کے بعد ان سب کو ایک جگہ بٹھایا گیا اور موقعہ ومحل کے لحاظ سے خاکسار نے اور مکرم مولوی محمد علوی صاحب نے انہیں نصف نصف گھنٹہ تک خطاب کیا۔ اور انہیں قرآن واحادیث کی روشنی میں وعظ ونصیحت کی۔ بالآخر حضرت امام مہدی کی آمد اور احمدیت کے بارے میں مختصر تعارف کرایا۔ خطاب سے وہ سب بہت خوش ہوئے۔ اور اس بات کی شدید خواہش کی کہ ہر اتوار کو اس طرح انہیں خطاب کرنے کا انتظام کیا جائے۔ انہوں نے وعدہ کیا کہ منتظمین جیل سے مل کر اس کے لئے وہ انتظام کریں گے ہم نے بھی وعدہ کیا کہ اس سلسلہ میں ان کی خواہش کی تکمیل کے لئے ہم بھی بھرپور کوشش کریں گے۔ انہیں سلسلہ کے ضروری مسائل سے متعلق لٹریچر اور رسالہ "راہِ امن" بھجوانے کا انتظام کیا گیا ہے۔ انشاء اللہ اس سلسلہ میں سپرنٹنڈنٹ آف جیل سے علیحدگی میں مل کر انتظام کیا جائے گا۔

اس کے بعد ہم نے سب سے رخصت چاہی اور آخر میں سپرنٹنڈنٹ آف جیل اور دیگر منتظمین کا شکریہ ادا کرکے واپس آگئے۔

اسی دن شام کو خاکسار اور مکرم مولوی علوی صاحب جماعت ہائے ساتان کلم اور کوٹار وغیرہ کے دورہ کے لئے روانہ ہوئے۔ مورخہ ۱۲ ستمبر کی رات کو ساتان کلم جماعت کو ہم دونوں نے مخاطب کیا۔

راہِ امن یہ محض اور محض اللہ تعالیٰ کا فضل واحسان ہے کہ اس علاقہ میں ڈیڑھ سال سے تامل رسالہ "راہِ امن" کے ذریعہ بہترین تبلیغ ہو رہی ہے۔ سینکڑوں افراد کے علاوہ تامل ناڈو کے ہر ضلع کی لائبریریوں عربی مدرسوں اور کالجوں کے علاوہ مختلف جماعتوں میں باقاعدہ یہ رسالہ جا رہا ہے جس سے تعلیم یافتہ حلقوں میں اور خاص کر مخالفین کے مراکز میں بہت زیادہ چرچا ہو رہا ہے۔ نیز ایک غیر احمدی رسالے "الرحمت" نے باقاعدہ ہمارے ... پر بحث ومباحثہ کے لئے ایک حصہ وقف کیا ہوا ہے۔ اس طرح خدا کے فضل سے علمی حلقہ میں اس رسالہ کا بہت بڑا چرچا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس علاقہ میں صحیح معنوں میں تبلیغ احمدیت پہنچائی جانے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

درخواستِ دعا

مکرم محمد شریف صاحب منڈاشی آف بھدروا کا بچہ عزیز محمد لطیف اکثر بیمار رہتا ہے تمام بزرگان سے عزیز کی کامل صحت یابی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار: عنایت اللہ
متعلم جامعہ احمدیہ قادیان۔

وصیتیں

وصیتیں منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی شخص کو کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو وہ اپنے اعتراض کی تفصیل سے دفتر ھٰذا کو تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر اطلاع دیں۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

وصیت نمبر ۱۳۸۷۸ - مَیں امینہ خاتون بیوہ سید وسیم الدین مرحوم پیشہ خانہ داری عمر ۴۵ سال۔ تاریخ بیعت ۱۲-۶-۷۲ ساکن برہ پورہ۔ ڈاک خانہ بھاگلپور ضلع بھاگلپور صوبہ بہار بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ بتاریخ ۲۹-۸-۷۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری اس وقت کوئی غیر منقولہ جائداد نہیں ہے۔ حق مہر خاوند کی زندگی ہی میں معاف کر دیا تھا۔ میری منقولہ جائداد صرف کان کی ایرنگ جو ۸ر (آٹھ آنہ بھر) ہے اور جس کی قیمت اس وقت قریب -/۱۲۵ روپے ہے۔ اس کے علاوہ قریب (تیس بھر) چاندی ہے جس کی قیمت اس وقت تقریباً -/۲۱۰ روپے ہوتی ہے۔ کل میزان قیمت جائداد منقولہ -/۳۳۵ روپے کا ۱/۱۰ حصہ جو تقریباً -/۳۳ روپے ہوتا ہے وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ میری زندگی میں اگر مزید جائداد پیدا ہوئی تو اس کی بھی اطلاع صدر انجمن احمدیہ قادیان کو کرتی رہوں گی۔ اور اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

"ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم"

الامۃ امینہ خاتون بقلم خود ۲۹/۸/۷۲ والدہ محمد عبد الباقی صدر جماعت احمدیہ برہ پورہ۔ بھاگلپور۔ (۱) گواہ شد محمد عبد الباقی ایم۔ اے۔ بی۔ ایل ایڈووکیٹ صدر جماعت احمدیہ محلہ برہ پورہ۔ بھاگلپور ۲۹/۸/۷۲۔ (۲) گواہ شد سید فیروز الدین سیکرٹری مال جماعت احمدیہ برہ پورہ بھاگلپور۔

وصیت نمبر ۱۳۸۷۹ - میں محمد عبد الباقی ولد سید وسیم الدین مرحوم قوم سید۔ پیشہ وکالت۔ عمر ۲۸ برس۔ تاریخ بیعت ۱۰ اکتوبر ۱۹۷۰ء ساکن برہ پورہ۔ ڈاک خانہ بھاگلپور ضلع بھاگلپور۔ صوبہ بہار۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۹-۸-۷۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:-

اس وقت میری کوئی غیر منقولہ جائداد نہیں ہے۔ منقولہ جائداد بہ تفصیل ذیل ہے:-

(۱) وکالت پیشہ۔ نیا نیا وکالت شروع کرنے اور ان دنوں وکالت پیشہ کے زیادہ خراب ہو جانے کی وجہ کر مجھے اس وقت مشکل سے -/۱۰۰ (ایک سو روپیہ) بھی آمدنی نہیں ہوتی ہے۔ پھر بھی اس مبارک وصیت کے تحت اپنی ماہانہ آمدنی -/۱۰۰ روپیہ رکھتا ہوں۔ جس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ جیسے جیسے اللہ تعالیٰ کے فضل سے آمدنی میں اضافہ ہوتا جائے گا اس کی بھی اطلاع صدر انجمن احمدیہ قادیان کو کرتا رہوں گا۔ اور اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی ادائیگی صدر انجمن احمدیہ قادیان کو کروں گا۔

(۲) سونے کی انگوٹھی دو عدد قریب ۶ر (چھ آنہ بھر) قیمت قریباً -/۹۱ روپے۔ اس کے علاوہ اس وقت میرے پاس اپنی کوئی جائداد نہیں ہے۔ کل میزان -/۹۱ روپیہ کے ۱/۱۰ حصہ جو قریب -/۹ روپے ہوتا ہے کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ میری زندگی میں اگر مزید جائداد پیدا ہوئی تو اس کی بھی اطلاع صدر انجمن احمدیہ قادیان کو کرتا رہوں گا۔ جس کے ۱/۱۰ حصہ کی حقدار صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

العبد محمد عبد الباقی صدر جماعت احمدیہ محلہ برہ پورہ بھاگلپور ۲۹/۸/۷۲

(۱) گواہ شد محمد شمیم الدین سیکرٹری تعلیم و تربیت جماعت احمدیہ برہ پورہ ۲۹-۸-۷۲

(۲) گواہ شد سید فیروز الدین سیکرٹری مال برہ پورہ۔ بھاگلپور ۲۹-۸-۷۲

وصیت نمبر ۱۳۸۸۰ - میں شمیمہ بیگم زوجہ محمد عبد الباقی قوم شیخ۔ پیشہ خانہ داری۔ عمر ... تاریخ بیعت ۱۰ اکتوبر ۱۹۷۰ء ساکن برہ پورہ۔ ڈاک خانہ بھاگلپور۔ ضلع بھاگلپور صوبہ بہار۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۹-۸-۷۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری اس وقت کوئی غیر منقولہ جائداد نہیں ہے۔ منقولہ جائداد بہ تفصیل ذیل ہے:-

(۱) حق مہر پانچ ہزار دو سو پچاس -/۵۲۵۰ روپے جو خاوند کے ذمہ ہے۔

(۲) سونے کے زیورات (I) ہاتھ کا بالا ۲ عدد قریب ۲½ بھر قیمت قریب -/۶۲۵ روپے (II) کان کا ایرنگ وغیرہ ایک بھر قیمت قریب -/۲۵۰ روپے (III) سر کا ٹیکہ قریب ایک بھر قیمت قریب -/۲۵۰ روپے (IV) گلے کا لاکٹ وغیرہ قریب تین بھر قیمت قریب -/۷۵۰ روپے — (۳) چاندی کے زیورات۔ ٹوٹل چاندی قریب ۳۵ بھر ٹوٹل قیمت قریب -/۲۴۵ روپیہ۔ کل میزان قیمت منقولہ جائداد -/۲۱۱۵۔ میں اپنے مہر اور اپنی موجودہ کل جائداد منقولہ کی ٹوٹل قیمت سات ہزار تین سو پینسٹھ (۷۳۶۵) روپے کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ میری زندگی میں اگر مزید جائیداد ہوئی تو اس کی بھی اطلاع صدر انجمن احمدیہ قادیان کو کرتی رہوں گی۔ اس وقت میری ماہانہ آمدنی کچھ بھی نہیں ہے۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

الامۃ شمیمہ بیگم بقلم خود ۲۹/۸/۷۲ زوجہ محمد عبد الباقی بی۔ ایل۔ بی ایڈووکیٹ صدر جماعت احمدیہ برہ پورہ بھاگلپور۔ (۱) گواہ شد محمد عبد الباقی ایم۔ اے صدر جماعت احمدیہ محلہ برہ پورہ، بھاگلپور ۲۹/۸/۷۲ (۲) گواہ شد سید فیروز الدین سیکرٹری مال جماعت احمدیہ برہ پورہ بھاگلپور ۲۹/۸/۷۲

وصیت نمبر ۱۳۸۸۱ مَیں محمد ایوب ولد مولوی اختر علی مرحوم قوم مسلمان۔ پیشہ ریٹائرڈ اے۔ ڈی۔ ایم۔ عمر تقریباً ستر سال۔ پیدائشی احمدی۔ ساکن محلہ رام سر لاہری ٹولہ روڈ۔ ڈاک خانہ تاتارپور۔ ضلع بھاگلپور سٹی۔ صوبہ بہار۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۳/۸/۷۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:-

(۱) ڈیڑھ بیگھہ اراضی۔ جگناتھ سور لائین ہولڈنگ نمبر ۱۷ وارڈ نمبر ۵ سرکل نمبر ۹ بھاگلپور قیمت تخمیناً -/۲۰۰۰

(۲) " " " اردو بازار روڈ " ۱۰۴ " " " " " -/۱۵۰۰

(۳) پانچ کٹھہ اراضی جیار چک لین " ۵ " " " " " -/۳۰۰۰

(۴) مکان رہائشی۔ لاہری ٹولہ روڈ " ۵۳ " " " نمبر ۹ " -/۳۵۰۰

(۵) سرکاری پنشن چار سو پینتیس (-/۴۳۵) روپیہ ماہوار۔

مَیں مندرجہ بالا جائداد میں سے ایک بٹا دس ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ میری زندگی میں اگر کوئی اور جائداد پیدا ہوئی تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ تاریخ ۱۳ ماہ اگست ۱۹۷۲ء، محمد ایوب۔

العبد موصی محمد ایوب بقلم خود۔ گواہ شد ڈاکٹر محمد یونس پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ بھاگلپور ۱۳ اگست ۱۹۷۲ء۔ گواہ شد محمد ایوب کیمسٹ، احمدیہ بلڈنگ بھاگلپور ۱۳ اگست ۷۲ء گواہ شد محمد عباس ولد محمد ایوب موصی احمدیہ بلڈنگ بھاگلپور۔ گواہ شد محمد الیاس ولد محمد ایوب موصی احمدیہ بلڈنگ۔ بھاگلپور۔ گواہ شد محمد مصطفےٰ ایوب ولد محمد ایوب احمدیہ بلڈنگ رام سر بھاگلپور۔

وصیت نمبر ۱۳۸۸۲ - مَیں اصغری بیگم زوجہ مولوی محمد ایوب۔ قوم مسلمان۔ پیشہ خانہ داری۔ عمر تقریباً ساٹھ سال۔ پیدائشی احمدی ساکن احمدیہ بلڈنگ محلہ رام سر۔ ڈاک خانہ تاتارپور۔ ضلع بھاگلپور۔ صوبہ بہار۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۳/۸/۷۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:-

(۱) تخمیناً چھ بیگھہ اراضی۔ کوبڑی ٹولہ لین۔ ہولڈنگ نمبر ۱۳ وارڈ نمبر ۵ سرکل نمبر ۹ بھاگلپور قیمت -/۱۲۰۰۰

(۲) " چار بیگھہ اراضی۔ موضع بھڈا تھانہ نمبر ۱۱۴ کھاتہ نمبر ۹۔ خسرہ ۱۰۰ ...... " -/۴۰۰۰

(۳) مکان پختہ۔ لاہری ٹولہ روڈ ہولڈنگ نمبر ۲۰ وارڈ نمبر ۵ سرکل نمبر ۹ بھاگلپور " -/۲۰۰۰۰

(۴) " دو کٹھہ اراضی اردو بازار روڈ ہولڈنگ ۱۰۶ وارڈ نمبر ۵ سرکل نمبر ۹ " -/۵۰۰

(۵) چوڑیاں طلائی وزن تقریباً پونے چار تولہ قیمت تخمیناً -/۸۰۰

مَیں مندرجہ بالا جائداد میں سے ایک بٹا دس ۱/۱۰ حصہ کی وصیت صدر انجمن احمدیہ قادیان کے حق میں کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ میری زندگی میں اگر کوئی مزید جائداد پیدا ہوئی تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ تاریخ ۱۳ اگست ۱۹۷۲ء اصغری بیگم۔

الامۃ موصیہ اصغری بیگم بقلم خود۔ گواہ شد ڈاکٹر محمد یونس پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ بھاگلپور ۱۳ اگست ۱۹۷۲ء۔ گواہ شد محمد ایوب کیمسٹ احمدیہ بلڈنگ بھاگلپور ۱۳ اگست ۱۹۷۲ء۔ گواہ شد محمد ایوب موصی ریٹائرڈ اے ڈی ایم خاوند موصیہ احمدیہ بلڈنگ۔ گواہ شد محمد الیاس ولد محمد ایوب موصی احمدیہ بلڈنگ بھاگلپور۔ گواہ شد محمد عباس ولد محمد ایوب موصی۔ (۲) محمد مصطفےٰ ایوب ولد محمد ایوب احمدیہ بلڈنگ بھاگلپور۔

دُعائے مغفرت

(۱) — مکرم عبد الشکور صاحب حیدر آباد سے اطلاع دیتے ہیں کہ اُن کے چچا محمد ابراہیم صاحب کچھ عرصہ بیمار رہنے کے بعد وفات پا گئے ہیں۔ احباب کرام ان کی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے دعا فرماویں۔ نیز وہ اپنی مشکلات کی دوری کے لئے بھی دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ (مینجر اخبار بدر قادیان) —— (۲) خاکسار ... صاحبہ عرصہ ... بیمار رہ کر ۱۰ ستمبر ۱۹۷۲ء کو وفات پا گئی ہیں۔ تمام بزرگان واحباب جماعت ... اور جنت الفردوس میں جگہ پانے کیلئے عاجزانہ درخواست دعا ہے۔ خاکسار ... عارف ...

لندن میں جماعت احمدیہ برطانیہ کا نواں سالانہ جلسہ

بقیہ صفحہ اوّل

قرآن مجید اور بائیبل کے خدائی الہام ہونے کے سلسلہ میں نہایت عالمانہ تقریر کی۔ چائے کے وقفہ کے بعد محترم حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے حاضرین سے خطاب فرمایا۔ اور نہایت درد مند دل کے ساتھ اور بہت دلنشین انداز میں جماعت کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی آپ کی تقریر کا عنوان تھا "OUR TASK"۔

اتوار کا اجلاس

اتوار کے روز جلسہ میں سب سے پہلی تقریر جناب چوہدری عبدالرشید صاحب کی تھی آپ نے THE CROSS HAS INDEED BEEN BROKEN BY THE PROMISED MESSIAH پر اظہارِ خیال کیا۔ مکرم جناب ناصر احمد صاحب سکروتر نے HAZRAT AHMAD کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عبادات اور قبولیتِ دعا کے واقعات کا ذکر کیا۔ مکرم جناب مبارک احمد صاحب ساقی سابق مبلغ لائبیریا نے LIFE HEREAFTER کے موضوع پر مدلّل تقریر کی۔ مکرم جناب چوہدری عبدالرحمٰن صاحب نے نصرت جہاں ریزرو فنڈ میں چندہ کی وصولی اور اس سلسلہ میں ہونے والے کام کی تفصیل بیان کی۔

نمازوں اور کھانے کے وقفہ کے بعد اجلاس میں (جو اُردو میں ہوا) پہلی تقریر سیرۃ النبی صلے اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر مکرم جاوید حسن صاحب نے کی۔ آپ نے خاص طور پر نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے رحمۃ للعالمین ہونے پر روشنی ڈالی۔ مکرم جناب سید کمال یوسف صاحب مبلغ سویڈن نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرتِ طیبہ کے چند واقعات نہایت مؤثر رنگ میں بیان کئے۔

خاکسار عطاء المجیب راشد نے فضائلِ اسلام کے موضوع پر تقریر کی۔ اس کے بعد مکرم چوہدری محمد یعقوب صاحب نے عشقِ رسولِ عربی کے موضوع پر تقریر کی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عاشقِ صادق ہونا ثابت کیا۔

چائے کے وقفہ کے بعد صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب نے تقریر کی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب پڑھنے کی اہمیت پر زور دیا۔ محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے تربیت اولاد کے موضوع پر احبابِ جماعت سے خطاب فرمایا۔ آپ کی تقریر بہت دلنشین اور مؤثر تھی۔ حاضرین نے گہری توجہ سے سُنا۔

آخر میں محترم جناب امام صاحب نے صدارتی تقریر فرمائی اور نصرت جہاں فنڈ کی برکات واقعات کی روشنی میں واضح کیں۔ آپ نے نہایت موثر انداز میں احبابِ جماعت کو توجہ دلائی کہ اس فنڈ کی برکات میں شامل ہونے کی ہر ممکن کوشش فرمائیں۔ بالآخر دُعا پر جلسہ سالانہ نہایت کامیابی سے اختتام پذیر ہوا۔ شعبۂ شماریات کے اندازہ کے مطابق اس جلسہ میں کم وبیش دو ہزار احباب مستورات اور بچگان نے شرکت کی۔

نمائش

یہ امر خاص طور پر قابلِ ذکر ہے کہ جلسہ سالانہ کے موقع پر نصرت جہاں فنڈ کے تحت ہونے والے کام کی ایک نمائش کا انتظام کیا گیا۔ اس میں چارٹ، تصاویر اور اخبارات کے تراشوں کے حوالہ سے ہونے والے کام کو نمایاں کیا گیا۔ یہ نمائش احباب کی توجّہ اور دلچسپی کا مرکز بنی اور دیکھنے والوں کے لئے ازدیادِ ایمان کا موجب ہوئی۔ اللہ تعالیٰ اس بابرکت تحریک میں روز افزوں ترقی اور کامیابی عطا کرے آمین ؞

ضروری اعلان

بعض احباب مرکز میں لکھے جانے والے خطوط (لفافوں اور ان لینڈ لیٹرز) پر رفیوجی ریلیف کا ٹکٹ نہیں لگاتے۔ خصوصاً کشمیر کے دوست۔ اس کے نتیجہ میں پانچ پیسے کی بجائے دس پیسے ادا کرنے پڑتے ہیں۔ اس ٹکٹ سے پہلے صوبۂ کشمیر مستثنیٰ تھا۔ لیکن اب وہاں سے آنے والی چِٹھیوں پر بھی ٹکٹ لگانا ضروری قرار دیا گیا ہے۔ احبابِ جماعت اس بات کا خیال رکھیں۔ مبلغینِ کرام بھی بغیر ٹکٹ لگائے ڈاک پوسٹ نہ کریں۔ کارڈ پر ٹکٹ لگانے کی ضرورت نہیں ہے۔ کارڈ کے علاوہ اِن لینڈ۔ لفافہ اور رجسٹریوں وغیرہ پر ٹکٹ لگانا ضروری ہے۔

ناظر دعوۃ وتبلیغ قادیان

صدائے افریقہ

بقیہ صفحہ (۸)

ہم اپنے آپ کو شکریے کا ہرگز حقدار نہیں سمجھتے اور نہ ہی ہم کوئی دنیوی معاوضہ مانگتے ہیں، اگر آپ چاہیں تو احمدی ڈاکٹر یہاں دیہات میں جاکر ہر طرح خدمت کے لئے تیار ہیں۔ وزیرِ اعظم صاحب نے کہا کہ اگر آپ ایسا کر سکیں تو ہم ممنون ہوں گے۔"

حضور نے فرمایا:-

"میں نے گیمبیا کے صدرِ مملکت سے بھی کہا تھا اور آپ سے بھی کہتا ہوں کہ آپ ہمارے پاس گیسٹ سکالر (یعنی مہمان طالب علم) بھجوائیں ان کا خرچ ہم خود برداشت کریں گے۔"

فرمایا:-

"اب وقت آگیا ہے کہ بنی نوعِ انسان ایک خاندان کی طرح رہنا سیکھے۔" (باقی)

ادائیگی زکوٰۃ

رمضان المبارک کا مقدس مہینہ شروع ہونے والا ہے۔ اور صرف چند یوم باقی ہیں۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو اس مبارک مہینہ کی برکات سے کماحقہٗ فائدہ اٹھانے کی توفیق بخشے آمین۔ یہ مقدس ایام جہاں عبادات اور نوافل کے لئے خاص اہمیت رکھتے ہیں؛ وہاں اس بابرکت مہینہ میں مالی قربانی، صدقہ وخیرات اور ادائیگی چندہ جات کی طرف بھی خاص توجہ دی جاتی ہے۔ اور جماعت کے صاحبِ نصاب احباب کثرت سے اس مہینہ میں زکوٰۃ کی رقوم بھی ادا کرتے ہیں۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ دستور تھا کہ رمضان المبارک میں حضور بے انتہا صدقہ وخیرات دیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ صدقہ وخیرات دینے میں آپ کا ہاتھ تیز ہوا کی طرح چلتا تھا۔

زکوٰۃ اس لئے دی جاتی ہے کہ اللہ تعالےٰ سے سچی محبت پیدا ہو۔ اور حقیقی تعلق بڑھے۔ اور اس کی رضا اور محبت میں استقامت پیدا ہو۔

۱۔ زکوٰۃ اسلام کا ایک اہم اور بنیادی رکن ہے۔
۲۔ ہر صاحب نصاب پر اس کی ادائیگی فرض ہے۔
۳۔ کوئی دوسرا چندہ زکوٰۃ کا قائم مقام تصور نہیں کیا جا سکتا۔
۴۔ زکوٰۃ مومنوں کے مال کو پاک کرتی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کے ارشاد کی رُو سے زکوٰۃ کی تمام رقوم مرکز میں آنی چاہئیں۔ تمام صاحب نصاب احباب کی خدمت میں گزارش ہے کہ ان مقدس اور بابرکت ایام میں جس قدر زکوٰۃ آپ کے ذمّہ واجب الادا ہے اسے ادا کرکے اللہ تعالےٰ کے فضلوں کو جذب کرنے والے بنیں۔ اللہ تعالےٰ آپ کو اس کی توفیق بخشے۔ آمین ؞

ناظر بیت المال آمد قادیان

درویش فنڈ وعدہ کنندگان سے درخواست

جماعت کے جن مخلص بھائیوں نے درویش فنڈ میں وعدے کر رکھے ہیں ان میں سے اکثر کے وعدے خدا کے فضل سے وصول ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ادائیگی کرنے والے بھائیوں اور بہنوں کو جزائے خیر بخشے آمین۔

جن مخلصین کے وعدوں کی رقوم ابھی تک وصول نہیں ہوئیں ان کی خدمت میں نظارت ہٰذا کی طرف سے خطوط کے ذریعہ یاد دہانی کرائی جا چکی ہے۔ ایسے تمام بھائیوں اور بہنوں سے درخواست ہے کہ وہ اپنے وعدوں کے مطابق رقوم بھجوا کر ممنون فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو آمین ؞

ناظر بیت المال آمد قادیان

محترمہ صدر لجنہ اماء اللہ ماریشس کی آمد پر

لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان کی طرف سے جلسہ

محترمہ ہدایت بیگم صاحبہ شوکیہ جو ماریشس کی مرکزی صدر لجنہ ہیں اور عرصہ چھ سال سے وہاں کی لجنہ کا کام کر رہی ہیں کہ ستمبر کو قادیان کی زیارت کے لئے تشریف لائیں۔ مورخہ ۸ ستمبر کو لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان کی طرف سے ان کو ایڈریس پیش کیا گیا۔ محترمہ ہدایت بیگم شوکیہ نے اپنے قادیان پہنچنے کے تاثرات اور ماریشس میں لجنہ کے قیام کے بارے میں اپنی بہنوں کو حالات سنائے۔ آپ نے کہا کہ بہت سال سے مجھے قادیان دیکھنے کی خواہش تھی۔ اور جب میں سوچتی کہ قادیان جاؤں گی تو میرے دل کی عجیب کیفیت ہوتی تھی۔ اب میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتی ہوں کہ قادیان جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیدائش کی جگہ اور آپ کا مسکن رہا ہے مجھے اللہ تعالیٰ نے نہ صرف دیکھنے بلکہ کافی دن یہاں رہ کر دعائیں کرنے کی بھی توفیق عطا فرمائی ہے۔ یہاں آکر بیت الدعا۔ بیت الفکر۔ مسجد اقصیٰ۔ مسجد مبارک اور بہشتی مقبرہ میں دعائیں کر کے مجھے ایسا سکون حاصل ہوا ہے جو مجھے زندگی میں پہلے نہیں ملا تھا۔ اور میری خواہش ہے کہ میں ابھی قادیان میں مزید قیام کروں۔ لیکن میں نے حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی ملاقات اور لجنہ مرکزیہ کی پچاس سالہ تقریب میں شمولیت کے لئے ربوہ جانا ہے۔ آپ نے لجنہ اماء اللہ ماریشس کے مختصر حالات بیان کئے اور بتایا کہ وہاں سب سے پہلے مکرم نورپایا صاحب نے ۱۹۱۴ء میں بیعت کر کے احمدی ہوئے۔ اس کے بعد وہاں آہستہ آہستہ احمدیت پھیلنی شروع ہوئی۔ پھر حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ ایم۔ اے صدر لجنہ مرکزیہ کی کوشش سے وہاں لجنہ کا قیام ۱۹۶۱ء میں ہوا۔ اور اب تک وہاں آٹھ جگہوں پر لجنہ قائم ہو چکی ہے۔ جس کا مرکز روز ہل ہے۔ ماریشس لجنہ میں ہر سال اجتماع۔ کتابوں کی نمائش۔ ناصرات ڈے۔ اور مختلف اجتماعی جلسے کئے جاتے ہیں۔ جس میں بہنیں اور بچیاں بہت شوق سے حصہ لیتی ہیں ——— ملکہ الزبتھ اور مسز اندرا گاندھی کے وہاں آنے پر جماعت کی طرف سے قرآن مجید اور اسلامی لٹریچر پیش کیا گیا۔ جس میں لجنہ نے بھی حصہ لیا۔ اسی طرح مختلف ممالک کے سفیروں کی بیویوں کو اپنے جلسہ میں بلا کر قرآن مجید اور اسلامی لٹریچر پیش کئے گئے ایسے موقعوں کے مختلف فوٹو انہوں نے لجنہ کی مستورات کو دکھائے۔ جن کو دیکھ کر خوشی سے ہر ایک کے منہ سے یہی الفاظ نکلے کہ ہم اپنی آنکھوں سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ الہام پورا ہوتے دیکھ رہے ہیں کہ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" "زمین کے کناروں تک شہرت پائیگا"۔ بالآخر آپ نے اپنے لئے اور ماریشس کی لجنہ کے لئے خاص طور پر دعا کی درخواست کی، کہ اللہ تعالیٰ ماریشس کی لجنہ کو احمدیت کا پیغام پہنچانے کی اس سے بڑھ کر توفیق عطا فرمائے۔ اور ہم حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے عہد مبارک میں اور آپ کی قیادت میں زیادہ سے زیادہ ترقیات حاصل کریں آمین۔

دعا کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔

صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان

مکرم اسرار محمد صاحب آف راٹھ وفات پا گئے

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

افسوس کہ مکرم اسرار محمد صاحب آف راٹھ اچانک حرکت قلب بند ہو جانے کے سبب مورخہ ۳۰ ستمبر کو اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

مرحوم جماعت احمدیہ راٹھ، مسکرا۔ مودھا کے بااثر بزرگ اور پریذیڈنٹ تھے جماعت کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے۔ مہمان نواز اور نمازوں کے خود بھی پابند تھے اور دوسروں کو بھی پابندی نماز کی تلقین کرتے رہتے تھے نیز تہجد گذار تھے۔ مرحوم کے متعدد رشتہ دار قادیان میں رہائش پذیر ہیں جن میں سے اکثر وفات کی خبر سن کر راٹھ کے لئے روانہ ہو گئے۔ ادارہ بدر ان سب حضرات سے دلی تعزیت کرتا ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

رمضان المبارک میں فدیۃ الصیام اور انفاقِ مال

رمضان شریف کا بابرکت مہینہ شروع ہونے والا ہے۔ اس مبارک مہینہ میں ہر عاقل بالغ اور صحت مند مسلمان کے لئے روزہ رکھنا فرض ہے۔ روزہ کی فرضیت ایسی ہی ہے جیسے دیگر ارکان اسلام کی البتہ جو مرد و عورت بیمار ہو اور ضعفِ پیری یا کسی دوسری حقیقی معذوری کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکتا ہو اس کو اسلامی شریعت نے فدیۃ الصیام ادا کرنے کی رعایت دی ہے۔ از روئے شریعت اصل فدیہ تو یہ ہے کہ کسی غریب محتاج کو اپنی حیثیت کے مطابق رمضان المبارک کے ہر روزہ کے عوض کھانا کھلا دیا جائے۔ بلکہ یہ صورت بھی جائز ہے کہ نقدی یا کسی اور طریق سے کھانے کا انتظام کر دیا جائے۔

سو میں اپنے معزز دوستوں کی خدمت میں بذریعہ اعلان ہذا گزارش کر دوں گا کہ ان میں سے جو احباب پسند فرمائیں کہ ان کی رقم سے کسی مستحق درویش کو روزہ رکھوا دیا جائے تو وہ فدیہ کی رقم قادیان میں ارسال فرما دیں۔ اس طرح ان کی طرف سے ادائیگی فرض بھی ہو جائے گا اور غریب درویشان کی ایک حد تک امداد بھی ہو جائے گی ——— فدیہ کے علاوہ بھی رمضان شریف میں روزہ رکھنے والوں کو اپنی اپنی استعداد کے مطابق سنتِ نبوی صلعم پر عمل کرتے ہوئے صدقہ و خیرات کی طرف خاص توجہ کرنی چاہیئے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے رمضان المبارک میں نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر سخاوت کرنے والا اور کوئی نہیں دیکھا۔ پس قربِ الٰہی میں ترقی کے لئے احباب کرام کو اس نیکی کی طرف خاص نگاہ رکھنی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو اس نیکی کے بجالانے کی بیش از بیش توفیق عطا فرمائے اور رمضان المبارک کی بے پایاں برکات سے بڑھ چڑھ کر متمتع ہونے کی سعادت بخشے اَللّٰھُمَّ آمین۔

امیر جماعت احمدیہ قادیان

نہایت ضروری اعلان

احباب جماعت ہائے احمدیہ کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ ایک شخص مسمیٰ عبدالمالک شاکر ولد شیخ سبحان صاحب آف کیرنگ ضلع پوری اڑیسہ جس کا رنگ سیاہی مائل گندمی۔ منہ پر چیچک کے داغ۔ قد لمبا۔ عمر پچیس اور تیس سال کے درمیان ہے اسے دفتر وقفِ جدید کی طرف سے بطور معلّم جماعت احمدیہ سملیہ رانچی میں لگایا گیا تھا، مگر وہ جماعت کے چندوں کی ایک خطیر رقم لے کر فرار ہو گیا ہے اور بعض اور جماعتوں کی طرف سے بھی اس کی چوری اور بعض قبیح حرکات کی اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ لہٰذا تمام احباب جماعت اس شخص سے محتاط رہیں اور اس کی اطلاع مرکز کو بہم پہنچائیں۔

ناظر امور عامہ قادیان

آزاد ٹریڈنگ کارپوریشن ۵۸/۱ فیرس لین کلکتہ ۱۲

کروم لیدر اور بہترین کوالٹی ہوائی چپل اور ہوائی شیٹ کے لئے ہم سے رابطہ قائم کریں۔

Azad TRADING CORPORATION

58/1 PHEARS LANE CALCUTTA-12.

پٹرول یا ڈیزل سے چلنے والے ٹرک یا کاروں

کے ہر قسم کے پرزہ جات آپ کو ہماری دکان سے مل سکتے ہیں۔ اگر آپ کو اپنے شہر یا کسی قریبی شہر سے کوئی پرزہ نہ مل سکے تو ہم سے طلب کریں۔

پتہ نوٹ فرما لیں

آٹو ٹریڈرز ۱۶ مینگو لین کلکتہ ۱

AUTO TRADERS 16 MANGOE LANE CALCUTTA-1

فون نمبرز 23-1652 23-5222

تار کا پتہ: "Autocentre"